سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(بدھ 3، جمعرات 4، جمعتہ المبارک 5، سوموار 8، منگل 9۔ فروری 2010)

(یوم الاربعاء 18، یوم الخمیس 19، یوم الجمع 20، یوم الاثنین 23، یوم الثلاثہ 24۔ صفر المظفر 1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: سولھواں اجلاس

جلد 16 (سوئم): شمارہ جات 11 تا 15

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

سولھواں اجلاس

بدھ، 3۔ فروری 2010

جلد 16: شمارہ 11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

1۔	ایجنڈا ------------	1251
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	1253
3۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	1254
	سوالات(محکمہ مواصلات وتعمیرات)	
4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	1255
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	1284
6۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	1309
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
7۔	مسودات قانون(ترمیم)استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر17,15 مصدرہ2008اور نمبر26مصدرہ2009کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	1314
8۔	تحریک التوائے کار نمبر308/09کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	1318
9۔	نشان زدہ سوال نمبر334کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	1319
	پوائنٹ آف آرڈر	
10۔	انٹی کرپشن میں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے افسران کے خلاف بغیر تحقیق مقدمہ کا اندراج اور لیفکو کے عملہ کا صاحبزادہ فضل کریم، ایم این اے کے سکواڈ پر تشدد ------------	1322
11۔	وزیراعلیٰ کا خطاب ------------	1326

جمعرات،4۔فروری2010

جلد 16: شمارہ 12

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
12۔	ایجنڈا ----------	1353
13۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	1355
14۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	1356
	سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)	
15۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	1357
16۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	1394
	توجہ دلاؤ نوٹس	
17۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بیس سالہ لڑکی کا اغواء، زیادتی اور قتل ----------	1429

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
18۔	فیصل آباد میں چار سالہ بچی کا اغواء، زیادتی اور قتل کی تفصیلات ----------	1434
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
19۔	مسودہ قانون پنجاب دانش سکولز اینڈ سنٹرز آف ایکسیلنس اتھارٹی مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا----------	1436
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
20۔	مسودہ قانون نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ 2007 میں ترمیم کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع----------	1436
21۔	مسودہ قانون (ترمیم) اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی وقوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ----------	1437
	تحاریک التوائے کار	

22۔ حکومت پنجاب کی جانب سے ملتان روڈلاہور کی کشادگی سے متاثرین
کومارکیٹ ویلیو کے مطابق زمین کی قیمت ادانہ کرنا ----------- 1441
23۔ قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی
جانوروں کی چوری(۔۔۔جاری) ----------- 1442
24۔ موضع ڈنگہ تحصیل کھاریاں میں شاملات دیہہ کی اراضی محکمہ کی ملی
بھگت سے اونے پونے داموں فروخت کو روکنے کا مطالبہ (۔۔۔جاری) ----------- 1445
25۔ حکومت کا جنڈیالی بنگلہ تحصیل میاں چنوں میں مرکز صحت
قائم کرنے سے انکار ----------- 1447
سرکاری کارروائی
مسودات قانون(جوزیر غورلائے گئے)
26۔ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010 ----------- 1453
27۔ کورم کی نشاندہی ----------- 1507

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

28۔ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2010(۔۔۔جاری) ----------- 1508
29۔ مسودہ قانون(ترمیم)منزل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ2009 ----------- 1567
مسودات قانون(جو متعارف ہوئے)
30۔ مسودہ قانون(ترمیم)مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ2010 ----------- 1570
31۔ مسودہ قانون پنجاب نجکاری بورڈمصدرہ2010 ----------- 1570

جمعتہ المبارک،5۔فروری2010

جلد 16:شمارہ13

32۔ ایجنڈا ----------- 1571

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
33۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	1573
34۔	نعت رسول مقبول ﷺ	------------	1574
	پوائنٹ آف آرڈر		
35۔	پنجاب بنک کی انعامی سکیم میں کروڑوں روپے کی کرپشن پر انکوائری کروانے کا مطالبہ	------------	1575
36۔	سرگودھا میں کرشنگ پر پابندی سے پتھر کی انڈسٹری سے متعلقہ لاکھوں لوگوں کو پریشانی کا سامنا	------------	1576
	تحاریک استحقاق		
37۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	------------	1586
	پوائنٹ آف آرڈر		
38۔	حکومت کی جانب سے پبلک ہیلتھ کی سکیموں کے فنڈز روکنے پر عوام کو پریشانی کا سامنا	------------	1587
	سرکاری کارروائی		
39۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	1591

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	قرارداد		
40۔	نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین کو قربانی کی لازوال مثال قائم کرنے پر خراج عقیدت کا پیش کیا جانا	------------	1591
41۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	------------	1593
	قرارداد		
42۔	لاہور میں حضرت بی بی پاک دامن کے مزار کی توسیع اور تزئین و آرائش کا مطالبہ	------------	1594

43۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1599
	قرارداد	
44۔	کشمیری بھائیوں کی جدوجہد آزادی کی بھرپور حمایت	
	اور ان سے سیاسی، اخلاقی اور سفارتی تعاون جاری رکھنے کا اعادہ ------------	1600
45۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	1602
	قرارداد	
46۔	ڈاکٹر عافیہ صدیقی، ان کے خاندان سے اظہار یکجہتی	
	اور ان سے قانونی وسفارتی سطح پر تعاون جاری رکھنے کا مطالبہ ------------	1603
	سوموار، 8۔ فروری 2010	
	جلد 16: شمارہ 14	
47۔	ایجنڈا ------------	1629
48۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	1631
49۔	حمد باری تعالیٰ ------------	1632
	تعزیت	
50۔	گجرات میں فائرنگ سے ہلاکت اور کراچی میں بم دھماکوں میں	
	شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت ------------	1633
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ اوقاف)	
51۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	1635
52۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	1668
53۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	1697
	توجہ دلاؤ نوٹس	

54۔	تھانہ ٹیکسلا کی حدود میں نعش کی برآمدگی اور ملزمان کے خلاف کارروائی کرنے کا مسئلہ ------------	1703
55۔	سرگودھا میں تاجر کا اپنے ملازم سے غیر انسانی و غیر اخلاقی سلوک کی تفصیل ------------	1705
	تحاریک استحقاق	
56۔	خاتون ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر چشتیاں (بہاولنگر) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ ------------	1708
	تحاریک التوائے کار	
57۔	حکومت سے بیوگان کی طرح غیر شادی شدہ خواتین کے لئے بھی سرکاری اداروں میں کوٹا مقرر کرنے کا مطالبہ (---جاری) ------------	1718
58۔	ہربنس پورہ لاہور میں سرکاری اراضی پر لینڈ مافیا کا ناجائز قبضہ ------------	1722
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
59۔	مسودہ قانون پنجاب پرائیویٹ بورڈ مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کالونیز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	1727
	پوائنٹ آف آرڈر	
60۔	گورنر کی طرف سے واپس کئے گئے مسودہ قانون کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنے کا مطالبہ ------------	1728
61۔	کورم کی نشاندہی ------------	1734
	پوائنٹ آف آرڈر	
62۔	راولپنڈی میں امیدوار قومی اسمبلی شیخ رشید احمد پر حملہ ------------	1735
نمبر شمار	**مندرجات**	**صفحہ نمبر**
63۔	کورم کی نشاندہی ------------	1739

منگل، 9۔فروری 2010

جلد 16: شمارہ 15

64۔ ایجنڈا ----------- 1741

65۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ----------- 1743

66۔ نعت رسول مقبول ﷺ ----------- 1744

سوالات (محکمہ آبکاری و محصولات)

67۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------- 1745

68۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------- 1781

پوائنٹ آف آرڈر

69۔ چکوال کے علاقہ آڑا بشارت میں گرلز کالج کا افتتاح متعلقہ
خاتون رکن اسمبلی کی بجائے ایم پی اے اور ایم این اے کا کرنا ----------- 1815

70۔ چشمہ جہلم لنک کینال سے متعلق سندھ اسمبلی کے بیانات پر حکومت
سے وضاحت کا مطالبہ ----------- 1821

71۔ راولپنڈی میں امیدوار قومی اسمبلی شیخ رشید احمد پر حملہ (۔۔۔جاری) ----------- 1831

تحاریک استحقاق

72۔ ڈی پی او قصور کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار ----------- 1838

73۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1)
کے تحت تحریک کا پیش کیا جانا ----------- 1842

تحاریک التوائے کار

74۔ لکھوڈیر لاہور میں فیکٹریوں اور کارخانوں میں ٹائر جلانے سے علاقے
میں موذی امراض پھیلنے کا خدشہ ----------- 1847

75۔ کورم کی نشاندہی ----------- 1868

76۔ انڈکس

1251

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 3۔ فروری 2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

1۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ **مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010** (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 2010)

ایک وزیر: یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر: یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2010 منظور کیا جائے۔

2۔ **مسودہ قانون (ترمیم) منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ 2009**

(مسودہ قانون نمبر 17 بابت 2009)

ایک وزیر: یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مائنز اینڈ منرلز نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر: یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) منزل ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

1252

3۔ **قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 61 کے تحت قرارداد**

میاں نصیر احمد

محکمہ ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے نشان زدہ سوال نمبر 1619 کے جواب کے تناظر میں پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے حامل معاملہ پر بحث کا آغاز کریں گے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

بدھ، 3۔ فروری 2010

(یوم الاربعاء، 18۔ صفر المظفر 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 32 منٹ

پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِO

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ
وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱﴾ یَعۡلَمُ
مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَمَا یَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا یَنۡزِلُ مِنَ
السَّمَآءِ وَمَا یَعۡرُجُ فِیۡهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ﴿۲﴾
وَقَالَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَاۡتِیۡنَا السَّاعَةُ ؕ قُلۡ بَلٰی وَرَبِّیۡ
لَتَاۡتِیَنَّكُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَیۡبِ ۚ لَا یَعۡزُبُ عَنۡهُ مِثۡقَالُ ذَرَّةٍ
فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَلَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكۡبَرُ اِلَّا
فِیۡ كِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳﴾ ۙ لِّیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ
اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِیۡمٌ ﴿۴﴾

سُوۡرَةُ سَبَاِ آیات 1 تا 4

سب تعریف اللہ ہی کو (سزاوار) ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی) وہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا (اور) خبردار ہے (1) جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اُترتا ہے اور جو اُس پر چڑھتا ہے سب اُس کو معلوم ہے اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے (2) اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دو کیوں نہیں (آئے گی) میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آکر رہے گی (وہ پروردگار) غیب کا جاننے والا (ہے) ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین

میں اور کوئی چیز اس سے چھوٹی یا بڑی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے(3) اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو بدلہ دے ۔یہی ہیں جن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے(4)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی تسکین نہ ملی اور نہ دوا کام آئی
ہر کڑے وقت میں آقا ﷺ کی ثناء کام آئی
اُٹھے طوفان کئی بار سفینے ڈولے
رُخ بدلنے کو مدینے کی ہوا کام آئی
سب طبیبوں کی جہاں چارہ گری ختم ہوئی
ان کے قدموں کی وہاں خاک شفا کام آئی
روز محشر نہ ظہوری تھا کوئی زادِ عمل
سرورِ دین کے تبسم کی ادا کام آئی

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ جب میں بات کر رہا ہوں تو آپ interrupt کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پلیز پہلے مجھے بات کرنے دیں اس کے بعد آپ بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پھر آپ نے کہنا ہے کہ اب وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا مسئلہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پورے پنجاب کے منتخب نمائندوں کی جانب سے ایک انتہائی اہم مسئلہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ بھکر کے اندر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے پرائیویٹ اداروں سے لاکھوں روپے لے کر پیپر out کر دیئے ہیں جن کی coverage آج کے روزنامہ "بابر" بھکر، "پاسبان تھل" بھکر اور لیہ میں آئی ہے اور اسلامیات کا پیپر میرے ہاتھ میں ہے۔ یہ پیپر آج دو بجے ہونا ہے لیکن ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے پرائیویٹ اداروں کو facilitate کرنے کے لئے ان سے لاکھوں روپیہ لے کر out کر دیا ہے۔ ثبوت کے طور پر یہ پیپر میرے پاس ہے لہذا اس پر quick action ہونا چاہئے اور بھکر کا پورا ایجوکیشن

ڈیپارٹمنٹ suspend ہونا چاہئے and should be taken to pass immediately. یہ تو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی good governance اور transparency پر ایک بہت بڑا دھبا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کی بات note ہو گئی ہے۔ منسٹر صاحب آئیں گے تو آپ کی بات کا جواب دیں گے۔ جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میں کل ایک میٹنگ کے سلسلے میں C&W ڈیپارٹمنٹ گیا تو وہاں اس کے ملازمین احتجاج کر رہے تھے اور انھوں نے کافی زیادہ بینر لگائے ہوئے تھے اور اس احتجاج کی وجہ ایک ایف آئی آر ہے جو 29 تاریخ کو خوشاب میں کاٹی گئی۔ ڈی سی او کے کہنے پر انٹی کرپشن نے ایک ایکسیئن، ایک ایس ڈی او اور ایک اوورسیئر کے خلاف ایف آئی آر کاٹی۔ ایف آئی آرز کٹتی رہتی ہیں لیکن لمحہ فکریہ یہ ہے کہ انٹی کرپشن نے قانونی لوازمات پورے کئے بغیر ڈی سی او کے کہنے پر ایف آئی آر کاٹی، ان افسران کو بجائے انٹی کرپشن کی تحویل میں رکھنے کے عام پولیس کی تحویل میں اور عام تھانے کی حوالات میں بند کیا گیا لیکن سب سے بڑھ کر غیر قانونی بات یہ ہے کہ ڈی پی او خوشاب وہاں روزانہ رات کو آتے ہیں اور ان افسران کو نکال کر ذاتی طور پر punish کرتے ہیں۔ مجھے وجہ کا تو پتا نہیں لیکن میں چاہوں گا کہ متعلقہ وزیر موصوف اس چیز کا پتا کر کے ایوان میں بتائیں۔

جناب سپیکر: وہ اس کا جواب بعد میں دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی یہ ایک واقعہ تھا۔ اب میں دوسرے واقعہ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل جب ہم یہاں سے واپس فیصل آباد جا رہے تھے تو صاحبزادہ فضل کریم ایم این اے جو کسی تعارف کے محتاج نہیں، ان کی سیاسی، مذہبی اور خاص طور پر دہشت گردی کے خلاف ان کی services پوری قوم کے لئے قابل تعریف ہیں۔ ان کے ساتھ پولیس کا ایک سکواڈ تھا۔ کل چھ اور سات بجے کے درمیان فیروزوٹواں کے ٹول پلازہ پر ان کو روکا گیا، ان کے ساتھ سکواڈ کی تین گاڑیاں تھیں ایک تھانہ مانانوالہ، ایک تھانہ بھکی اور ایک ایلیٹ فورس کی

گاڑی تھی انہیں روک کر پولیس کی پٹائی کی گئی۔میں بھی وہاں پر موجود تھا چونکہ بہت زیادہ ٹریفک رُکی ہوئی تھی اور میری گاڑی بھی رک گئی۔مجھے وہاں پر خطرہ تھا کہ یہ آدمی جو risk high security ہے اور قیمتی جان، وہ قیمتی انسان ہے، پوری پولیس اور LEFCO کا پورا عملہ لڑائی میں مصروف تھا اور LEFCO کے عملے نے پولیس کے عملے سے رائفلیں چھینیں، پولیس کی وردیاں پھاڑیں، پولیس کی گاڑی کو نقصان پہنچایا اور صاحبزادہ فضل کریم کی گاڑی کو بھی نقصان پہنچایا۔میں پچھلے ڈیڑھ سال سے اس چیز کی طرف حکومت کی توجہ دلا رہا ہوں لیکن مجھے نہیں پتا کہ حکومت ان کے خلاف action کیوں نہیں لیتی؟ یہ آج حادثہ ہوا ہے۔میں آج سے ڈیڑھ سال پہلے بھی یہ کہتا رہا ہوں کہ اس سے بڑا بھی کوئی حادثہ ہو گا کیونکہ لوگ بہت اشتعال میں ہیں۔یہ ایک واقعہ نہیں ہے پہلے بھی پولیس کی لڑائیاں ہوتی رہی ہیں وہاں ایس ایچ اوز کی پٹائی ہوتی رہی، ایک ڈی ایس پی کی پٹائی ہوئی، ایک ایم این اے کے بیٹے کی پٹائی ہوئی، آدمیوں کو اغواء کیا جاتا ہے اور ان کے دفاتر میں انہیں حبس بے جا میں رکھا جاتا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ سلسلہ کب ختم ہو گا؟ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر خصوصی notice لے کر اس حادثے سے متعلق ہاؤس کو تفصیلات سے آگاہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ کچھ in writing بھی لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھ پر بھی نظر کرم فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): میں معزز اراکین سے استدعا کروں گا کہ وقفہ سوالات شروع ہو گیا ہے پھر یہ ٹائم گزر جائے گا۔یہاں جو بتایا گیا کہ C&W ڈیپارٹمنٹ میں ایک حادثہ ہوا جس میں ایکسیئن اور ایس ڈی او کو ڈی پی او نے personally مارا۔اس سلسلے میں C&W میں تین دن سے ہڑتال جاری ہے اور آج جلوس بھی نکل رہا ہے۔میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ ایک اہم issue ہے اس پر ابھی ہاؤس سے مختصر سی کمیٹی بن جائے اور آج ہی متعلقہ لوگوں کو بلا کر یہ مسئلہ resolve کیا جائے چونکہ یہ واقعی بہت اہم ہے۔صاحبزادہ فضل کریم صاحب کے ساتھ جو واقعہ ہوا ہے

اس کے لئے بھی وہی کمیٹی فوری طور پر دیکھے اور اس میں اپوزیشن کے اراکین بھی شامل ہوں چونکہ یہ مسئلہ فوری resolve ہونے والا ہے۔میں آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ جو پرچہ out ہوا ہے اس بارے میں آپ سے استدعا ہے کہ یہ بہت بڑا اہم مسئلہ ہے اس لئے آپ فوری طور پر وزیر تعلیم کو بلوالیں تاکہ اس پر بھی فوری طور پر کوئی کارروائی کی جاسکے۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ معاملہ فوری notice لینے والا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب کو آنے دیں، ان کے آنے کے بعد پھر بات کرتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ تھی کہ یہ جو دونوں باتیں ہوئی ہیں اگر لاء منسٹر ہوتے تو وہ law and order کی situation پر ہونے والی بات کا جواب دے دیتے اور اگر وزیر تعلیم اس ہاؤس میں موجود ہوتے تو وہ ثناءاللہ خان مستی خیل صاحب کی پرچے والی بات کا جواب دے دیتے۔ان متعلقہ منسٹرز کے بغیر ابھی یہ بات کرنا بنتی نہیں تھی۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج کے ایجنڈے کے اوپر ہم نے ایک ایسا قانون پاس کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے جو کہ آئین کی روح کے خلاف ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ابھی تشریف رکھیں، جب وہ موقع آئے گا تو پھر آپ بات کر لیجئے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔مجھے کیا اعتراض ہے، یہ وقفہ سوالات آپ کا ہے۔اگر آپ ان سوالات کے جوابات نہیں لینا چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔اصولاً جب وہ وقت آتا، Bill پیش ہوتا تو پھر آپ یہ بات کرتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔اس پارلیمنٹ کے اندر احتجاج registered کرانے کا ایک طریق کار ہے۔دنیا بھر کی parliaments کے اندر ایک tradition ہے کہ جب کسی چیز کو disapprove کیا جاتا ہے، کسی چیز کو نامنظور کرنے کے لئے جب اپنے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے تو walkout کیا جاتا ہے۔ہم اپوزیشن والے اس کالے قانون کے ایجنڈے پر آنے کی وجہ سے 10 منٹ کا ایک علامتی walkout کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو وہ discuss نہیں ہو رہا تو پھر آپ کیوں walkout کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Bill آج کے ایجنڈا پر آیا ہوا ہے اس لئے ہم اس پر علامتی walkout کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا، تو یہ ایجنڈے پر walkout ہو رہا ہے۔ دیکھیں، اپوزیشن نے کتنی اچھی بات کی ہے کہ ایجنڈے پر walkout کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ walkout کر گئے)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محکمہ اوقاف کے لوگ باہر سڑک پر لیٹ کر احتجاج کر رہے ہیں۔ آپ کوئی کمیٹی بنا دیں جو باہر جا کر ان کی بات سن لے اور وہ آپ تک پہنچ جائے تاکہ ان کا مسئلہ حل ہو سکے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مہربانی کریں اور ان تینوں معاملات پر تین کمیٹیاں بنا دیں۔ آپ جو فرمائیں گے اس پر عمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے ان تینوں معاملات کے لئے ایک ہی کمیٹی بنا دیتے ہیں۔ تین کمیٹیاں بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب کا جو واقعہ ہوا ہے اس حوالے سے پہلے بھی چار تحاریک استحقاق آ چکی ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔ کیا فضل کریم صاحب خود ایک ایم این اے نہیں ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جی، ہاں وہ ایم این اے ہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر ان سے کہیں کہ وہ اس حوالے سے اپنی تحریک استحقاق اسمبلی میں لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وہ ایم این اے کے ساتھ ساتھ اس ملک کے عام شہری بھی ہیں۔ میرا اور اس ہاؤس کا بھی فرض بنتا ہے، جمہوریت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر کسی کے

ساتھ کوئی زیادتی ہو تو اس معاملے کو کوئی بھی معزز رکن اٹھا سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ صرف خود ہی اس معاملے کو اٹھائیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے اس point کو raise کرنا ہے تو کسی قانون اور قاعدے کے تحت لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ادھر کون سا قانون اور قاعدہ چاہئے؟

جناب سپیکر: آپ کو معلوم ہے کہ ابھی یہاں ہاؤس میں وزیر قانون صاحب بھی نہیں بیٹھے، اس کے باوجود آپ زور لگا رہے ہیں۔ ابھی وزیر قانون صاحب آ جاتے ہیں تو پھر بات کریں گے، آپ کی بات سنیں گے۔ یہ فضل کریم صاحب کا استحقاق ہے اور انہیں خود بھی اس معاملے کو قومی اسمبلی میں point out کرنا چاہئے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس کا بھی استحقاق ہے، ہر شہری کا استحقاق ہے۔ میں کمیٹی کے حوالے سے بات کر رہا تھا آپ سن تو لیجئے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایسی کمیٹیاں پہلے بھی بنی ہوئی ہیں اور ہم اس کے اندر affective ہیں، اگر آج پھر ایک کمیٹی بن جائے گی تو پتا نہیں وہ کب تک چلے گی؟

جناب سپیکر: آپ کی تحریک تو مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے پاس ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی ہاں! اگر اس تحریک استحقاق پر کوئی فیصلہ ہو گیا ہوتا، اگر رانا تنویر ناصر کی تحریک استحقاق پر کوئی فیصلہ ہوا ہوتا تو آج یہ وقوعہ نہ ہوتا۔

جناب سپیکر: اس استحقاق کمیٹی میں آپ کے معزز ممبران ہیں، انھیں بیٹھ کر پہلے فیصلہ تو کرنے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! فیصلہ کرنے میں کتنی دیر لگے گی، کیا فیصلہ اس وقت آئے گا جب ہم نہ ہوں گے؟

جناب سپیکر: میں نہیں بتا سکتا، اس کا فیصلہ تو استحقاق کمیٹی نے کرنا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ حکم جاری کرسکتے ہیں کہ پندرہ دن کے اندر اس کا فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی یہ تحریک استحقاق جلد نمٹائیں۔ اس کمیٹی کو اشرف سوہنا صاحب head کریں گے۔ مہر اشتیاق احمد، الحاج محمد الیاس چنیوٹی اور شاہ صاحب کو بھی ساتھ لے جائیں۔ آپ نے سب کے ساتھ بات کرنی ہے، تینوں معاملات پر اسی کمیٹی نے بات کرنی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شاہ تو ادھر کافی ہیں۔ آپ نام لے کر بتا دیں تاکہ clear ہو جائے۔

جناب سپیکر: سب کو پتا ہے، آپ کو کون نہیں جانتا؟

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہر روز کوئی نہ کوئی گروپ باہر آ کر سڑک block کرتا ہے۔ کیوں نہ اسمبلی کی ایک permanent Disputes Resolving Committee بنا دی جائے جس کا کام ہی یہ ہو کہ وہ باہر جا کر ایسے معاملات کو دیکھے؟

جناب سپیکر: نہیں، قانون میں کوئی ایسی provision نہیں ہے کہ ایک permanent committee بنا دی جائے، یہ سپیکر کی discretion ہوتی ہے، کیا آپ سپیکر کے اختیارات چھیننا چاہتے ہیں؟ میرے خیال میں اب سوالات کی طرف آئیں۔ حضرات! دس منٹ ہو گئے ہیں، اب تشریف لے آئیں۔ اپوزیشن والے میرے بھائی، جو باہر بیٹھے ہیں وہ میری بات سن رہے ہوں گے۔ آپ کے دس منٹ مکمل ہو چکے ہیں اب آپ واپس تشریف لے آئیں۔ ہم آپ کو خوش آمدید کہیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ادھر کمیٹی کے ساتھ جا رہا ہوں تو پھر میرے جو سوالات ہیں وہ تھوڑی دیر بعد take up کر لئے جائیں۔ میرے واپس آنے پر ان کو take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، شاہ صاحب! ایسے تو نہیں ہو گا۔ کیا آپ کی جگہ پر کسی اور کو بھیج دیں؟ بہتر یہی تھا کہ آپ جاتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب میں آؤں گا تو میرے یہ سوال اس وقت take up ہو جائیں گے۔ مجھے دونوں مزے لے لینے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگر آپ وقفہ سوالات کے دوران آ گئے تو پھر آپ کے سوالات take up کر لیں گے۔ اپوزیشن کے ساتھی ابھی تک تشریف نہیں لائے حالانکہ وہ خود کہہ گئے تھے کہ ہم دس منٹ بعد آ جائیں گے لیکن لگتا ایسے ہے کہ وہ کچھ لیٹ کرنا چاہتے ہیں۔ چلیں، ہم سوالات شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب کا سوال ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 474، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایم پی ایز کے لئے رہائش گاہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*474: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں اس وقت ایم پی ایز کے لئے کل کتنی رہائش گاہیں / ایم پی ایز ہوسٹلز ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ممبران اسمبلی کی تعداد کے لحاظ سے کمرے / رہائش گاہیں بہت کم ہیں، اگر ہاں تو حکومت اس ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں کل کتنے نئے کمرے / رہائش گاہیں بنائی گئی ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور میں اس وقت ایم پی ایز کے دو ہوسٹلز ہیں۔

I- پیپلز ہاؤس نزد پنجاب سیکرٹریٹ لاہور جس میں 40 کمرے ہیں-

II- ایم پی ایز ہوسٹل نزد پنجاب اسمبلی بلڈنگ لاہور جس میں 36 کمرے ہیں-

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ ممبران اسمبلی کی کل تعداد 371 کے لحاظ سے کمرے و رہائش گاہیں بہت کم ہیں۔ حکومت ایک نیا ایم پی اے ہوسٹل نزد پنجاب اسمبلی متصل موجودہ ایم پی اے ہوسٹل بنانے جارہی ہے جس میں 102 ایم پی اے حضرات کے لئے کمرے / رہائش گاہیں ہوں گی ۔ بلڈنگ ڈیزائن سپیکر صاحب کی زیر صدارت ایک میٹنگ میں منظور ہوچکا ہے۔ اس مجوزہ ہوسٹل کا کل تخمینہ 2102 ملین روپے(2۔ارب 10 کروڑ 20 لاکھ روپے) برائے منظوری سیکرٹری اسمبلی نے مورخہ 2010-01-25 کو محکمہ P&D کو بھجوادیا ہے۔یہ سکیم رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے۔

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں کوئی نئی رہائش گاہ /کمرے برائے ایم پی ایز نہیں بنے۔ایم پی ایز کے لئے سکیم پچھلے سال ADP میں موجود تھی،ڈیزائن فائنل نہ ہونے کی وجہ سے شروع نہ ہو سکی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ "لاہور میں اس وقت ایم پی اے کے دو ہوسٹلز ہیں" پہلے نمبر پر پیپلز ہاؤس اور دوسرے نمبر پر ایم پی اے ہوسٹل ہے۔ ایم پی اے ہوسٹل اور پیپلز ہاؤس دونوں کے درمیان کمروں کا فرق ہے۔ پیپلز ہاؤس میں تین چار کمرے ہیں جبکہ ایم پی اے ہوسٹل میں صرف ایک کمرہ ہے۔ بعض ایم پی اے حضرات ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ گن مین اور ڈرائیور بھی ہوتے ہیں لیکن ایم پی اے ہوسٹل میں ان کے سونے کے لئے جگہ نہیں ہے جبکہ پیسے ایک جیسے کاٹے جاتے ہیں حالانکہ یہاں پر ایک کمرہ ہے اور وہاں پیپلز ہاؤس میں تین چار کمرے ہیں ایسا کیوں ہے / دوسرا وزیر صاحب یہ بھی بتادیں کہ جو نیا ہوسٹل بن رہا ہے وہ کیسا بن رہا ہے؟

جناب سپیکر: جو آپ نے پیسوں کا پوچھا ہے میرا خیال ہے کہ وہ اس کا جواب نہیں دے پائیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے بات کی ہے کہ پیسے کاٹے جارہے ہیں اور اس میں فرق ہے تو ہمارے ساتھ یہ relevant نہیں ہے کہ کتنے پیسے کاٹے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں بتا دیتا ہوں۔ MPA Hostel کا -/150 روپے ہے اور Pipals House کا -/250 روپے ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! چونکہ میں ایم این اے رہا ہوں، مجھے پتا ہے کہ اسلام آباد پارلیمنٹ لاجز کا کرایہ 4 ہزار روپے monthly deduct کرتے ہیں۔ میری information کے مطابق یہاں پر -/1000 روپے daily deduct کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ justified نہیں ہے، kindly اس کو justified کیا جائے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ہم 10 ایم پی ایز نے تقریباً دو تین ہفتے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر request کی تھی کہ آپ ہمارے کمروں کی monthly deduction fix کر دیں کیونکہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے وہاں پر مشکل سے دو بندے سوتے ہیں تو سیشن کے دوران اس کا -/1000 روپیہ کیوں کاٹا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ اس question سے relevant نہیں ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ہم دو سال سے شور ڈال رہے ہیں، kindly آپ اس کا فیصلہ کر دیں۔ آپ نے کرنا ہے تو مہربانی فرما دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو اس بات کا پتا ہے کہ میں اکیلا اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ہم انشاءاللہ اگلے سیشن سے پہلے پہلے اس کا فیصلہ کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! نیا ہوسٹل بن رہا ہے اس کے بارے میں بتا دیں کہ وہ کس standard کا ہے؟

جناب سپیکر: جو نیا ہوسٹل بنے گا وہ 102 کمرہ جات پر مشتمل ہو گا، اس میں ہمارے 102 معزز ممبران رہ سکیں گے، وہ سات منزلہ ہو گا اور اس میں وہ تمام facilities ہوں گی جو جائز حد تک ہیں یعنی وہ suit ہوں گے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ہم جائز ہی facilities مانگتے ہیں، ناجائز نہیں مانگیں گے۔ یہ تھوڑا سا جائز کر دیں کہ کمرے کا -/1000 روپیہ daily کیوں کاٹتے ہیں، وہ جائز نہیں ہے kindly اس کا بھی کچھ کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا بھی کچھ کریں گے لیکن اس طرح نہیں، کمیٹی میں اس کا فیصلہ ہو گا۔ محترمہ ڈار صاحبہ supplementary question پر ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں اپنے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان دو ہوسٹلوں میں اس وقت کتنی lady MPA's رہائش پذیر ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان ہوسٹلوں میں کمروں کی allocation اسمبلی سیکرٹریٹ سے ہوتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ سات منزلہ نئے ہوسٹل کے بارے میں بتا رہے ہیں، آپ یہ بھی بتا دیں کہ ladies کے لئے بھی کوئی special hostel ہو گا یا نہیں یا وہ ایسے ہی دربدر دھکے کھاتی رہیں گی؟

جناب سپیکر: Ladies کے لئے special hostel کوئی نہیں ہے، MPAs کے لئے hostel ہے اس میں ladies کی بات ہے نہ gents کی صرف MPAs کی بات ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! MPAs کے لئے ہے تو یہاں lady MPAs بھی بیٹھی ہوئی ہیں وہ MPA کے بغیر تو نہیں ہیں تو میں پوچھ رہی ہوں کہ اب تک کتنی lady MPAs کو کمرے allot کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں تین خواتین کے پاس کمرے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ذرا بتائیں کہ کس Lady MPAs کے پاس کمرہ ہے؟ ابھی پتا چل جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے پیچھے فاروقی صاحبہ کھڑی ہیں، وہ بات کر رہی ہیں۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں یہ supplementary question کر رہی ہوں کہ وزیر صاحب بتائیں کہ کمرے دینے کا کیا طریق کار ہے کیونکہ میں نے کمرہ لینے کے لئے سب سے پہلے نمبر 1 پر apply کیا تھا لیکن آج تک مجھے کمرہ نہیں ملا۔ یہ حال ہے کہ میں اسمبلی کا اجلاس attend کرنے آتی ہوں تو میرے گھر والوں کو ایک مرد اور ایک عورت نوکر میرے ساتھ بھیجنے پڑتے ہیں۔ اگر میں جلدی آجاؤں اور ٹھہرنے کی جگہ نہ ہو تو میں کبھی داتا صاحب جا کر نفل پڑھنے بیٹھ جاتی ہوں یا بی بی پاک دامن جا کر دعائیں مانگنے بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! نہیں۔ میں آپ کی یہ بات ماننے کو تیار نہیں ہوں، جب بھی آپ نے حکم دیا کہ مجھے کمرہ چاہئے میں نے ہمیشہ آپ کو accommodate کرنے کے لئے اپنے اسٹیٹ افسر کو خصوصی ہدایت کی ہے کہ ہماری کسی lady MPAs یا کسی دوسرے صاحبان کو کہیں ہوٹل میں کمرے کی ضرورت ہے ہم ان کے لئے accommodation رکھتے ہیں جس کسی کو ہمارے کسی specified hotel میں رہنا ہو تو ہم ان کے مطابق انتظام رکھتے ہیں۔ ہم کسی کو یہ جواب نہیں دیتے کہ آپ داتا صاحب چلے جائیں، وہ آپ کی اپنی صوابدید ہے۔ محترمہ! "First come first serve" basis پر یہ کمرے allot کئے گئے تھے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں نے سب سے پہلے نمبر 1 پر apply کیا تھا کہ مجھے کمرہ دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے نہیں لگتا کہ ایسی بات ہو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں معزز اراکین اسمبلی سے request کروں گا کہ سوال و جواب کا یہ جو معاملہ چل رہا ہے یہ C&W سے related ہے اور C&W کے ذمے کسی کو کمرہ دینا یا لینا نہیں ہے یا کسی کی رہائش کا بندوبست کرنا، ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہم construct کر کے دے سکتے ہیں۔ میں نے construction کے حوالے سے اس پر already detailed جواب دے دیا ہے اور آپ نے بھی بڑے اچھے طریقے سے اس پر مزید وضاحت کر دی ہے کہ مزید 102 کمرے بن رہے ہیں تو اگر اس سے related بات کی جائے تو ہم اس کا جواب دیں گے اور کمروں کی

allotment سیکرٹری اسمبلی اور آپ کے تعاون سے ہوتی ہے اس کا C&W کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح کہا، آپ بالکل accommodate کرتے ہیں لیکن جن MPAs کو واقعی کمرے نہیں ملتے اور خاص طور پر خواتین نے کئی دفعہ یہ بات یہاں اٹھائی ہے میں آپ کے علم میں ایک بات لانا چاہتا ہوں اگر آپ آج حکومت کو کہیں تو میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ خواتین MPAs کے کمروں کا مسئلہ چھ ماہ میں حل ہو سکتا ہے۔ آج آپ حکم دے دیں میں منسٹر صاحب کو ابھی ایک رائے دیتا ہوں۔ یہاں بالکل اسمبلی کے ساتھ ایک hostel nursing and lady doctors ہے اس میں lady MPAs کے لئے کمرے بھی ہیں اس پر ایک floor ڈال کر ان کو کمرے دے دیں ان کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا لیکن کوئی کرے تو سہی۔ میری عرض سن لیں، C&W اربوں روپیہ مانگ رہا ہے اور میں on the floor of the House یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اربوں روپیہ دینے کے بعد بھی مسئلہ حل نہیں ہو گا، آپ اس کے اندر interfere کریں، ہماری اسمبلی کے بالکل پیچھے ایک بہترین ہوسٹل ہے اس پر ایک floor ڈال دیں مجھے اجازت دیں، میں چھ مہینے میں lady MPAs کے لئے 50 کمرے بنوا دیتا ہوں، یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل کریں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ اس کے بعد میرے ساتھ ایک میٹنگ کریں گے۔ جی، منڈا صاحب supplementary question پر ہیں۔ منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) کا جواب دیا ہے کہ اس کا کل تخمینہ 2۔ارب 10 کروڑ روپے کی منظوری کے لئے P&D کو بھجوایا ہوا ہے اور یہ سکیم current year کی ADP میں شامل ہے۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس رواں مالی سال کے سات ماہ گزر گئے ہیں اور development کرنے کے لئے باقی صرف چار پانچ ماہ رہ گئے ہیں، ہمیں یہ بتا دیں گے کہ یہ سکیم کب تک شروع ہو جائے گی، کوئی exact date دے دیں گے کہ کام ground پر کب تک شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے ادھورا جواب پڑھا ہے۔ اگر یہ ساتھ تاریخ بھی پڑھ لیتے کہ 25۔ جنوری 2010 کو سیکرٹری اسمبلی سے منظوری کے بعد یہ P&D ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائی گئی ہے۔ آج صرف آٹھ دن ہوئے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ADP کی بات کی ہے تو اس میں بالکل یہ clear بات ہے کہ اس کو رکھا گیا ہے لیکن جب تک اس کی منظوری نہیں ہوتی تھی اس وقت تک اس پر کام ہونا ہے اور نہ ہی اس کے لئے، فنڈز مختص کئے جاتے ہیں لہذا اس کی منظوری ہو چکی ہے لیکن Its still so far unfunded لہذا جیسے ہی P&D سے final approval آئے گی تو اس کے بعد اس کی allocation ہو جائے گی اور اس کے بعد ٹینڈر call کئے جاتے ہیں تب جا کر اس کی تاریخ specify کی جاتی ہے کہ کب یہ مکمل ہو گی، اس سے پہلے کوئی تاریخ نہیں دی جا سکتی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کا مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی tentative date دے دیں۔ یہ formalities اور approval میں سال گزر جائے گا۔ پچھلے سال کی طرح پھر یہ سکیم drop ہو جائے گی۔ کیا اس مالی سال کے دوران یہ سکیم شروع ہو گی یا نہیں ہو گی؟

جناب سپیکر: انشاءاللہ شروع ہو گی۔ جی، کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! اگر آپ 102 بندوں کے لئے estimate لگائیں، آپ 2۔ارب روپے اس سکیم کے لئے C&W کو دے رہے ہیں۔ اس سے تو بہتر ہے کہ دو دو کروڑ کی ان کو ڈیفنس میں کوٹھیاں خرید کر دے دیں۔ آپ حساب لگالیں تو دو کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ آپ کو جو estimate C&W نے دیا ہے اس کے مطابق 102 ممبران کے لئے آپ رہائش گاہیں بنانے جا رہے ہیں تو اس سے بہتر تو یہ ہے کہ دو دو کروڑ کی کوٹھیاں ان کو ابھی ڈیفنس میں لے کر دے دیں۔ اس طرح کام ختم ہو جائے گا۔ کیا یہ بجٹ C&W کے لئے رکھا گیا ہے؟ ابھی کل تیل کی قیمتیں بڑھا دی گئی ہیں، کبھی بجلی کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور عوام پر ٹیکس لگ رہے ہیں، یہ عوام پر indirect tax لگ رہے ہیں۔ یہ اس لئے لگ رہے ہیں کہ یہ سارے پیسے اکٹھے کر کے C&W کو دے دیں یا health کو دے دیں۔ اس میں میرا

سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف صاحب 102 ممبران کے لئے جو رہائش گاہیں بنارہے ہیں اس میں ایک ایم پی اے کا تخمینہ کتنے کروڑ بنتا ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے جو بات ابھی کی ہے، اس سوال سے اس لحاظ سے relevant نہیں ہے کہ جب منصوبہ بنایا جاتا ہے تو وہ C&W نہیں بناتا۔ ان کو سب پتا ہے یہ ماشاء اللہ بڑی دیر سے ایم پی اے ہیں۔ یہ بڑے اچھے طریقے سے اپنے حلقے کو چلا رہے ہیں اور دیگر معاملات میں بھی دلچسپی لیتے ہیں۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اس کو بناتا ہے اور اس کے بعد C&W کے پاس بھجوایا جاتا ہے کیونکہ اس نے یہ تعمیر کرنی ہوتی ہے۔ اس سے پیشتر جس ڈیپارٹمنٹ کی requirement ہوتی ہے وہ اس پر اپنی آراء دیتا ہے۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے تو یہاں پر سپیکر صاحب اور اسمبلی کے level پر طے ہونا ہے کہ آیا اس بلڈنگ کو بنانا ہے یا نہیں بنانا۔ اس کے علاوہ جیسے انھوں نے تجویز دی ہے کہ اسے drop کر دیا جائے اور اس کے بعد ممبران کے لئے گھر خرید لئے جائیں۔ اگر سپیکر اسمبلی چاہتے ہیں کہ ایسا ہو جائے تو C&W کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ فیصلہ سپیکر صاحب نے کرنا ہے۔ جب فیصلہ ہو جائے گا تو مجھے اور میرے محکمے کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ہاؤس جو approve کرے گا ہم اس کے لئے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: ہم اس کو دیکھیں گے۔ اگر کلو صاحب کی بات میں ہمیں فائدہ نظر آیا تو ضرور اس کو کریں گے لیکن ہم اس کو study کریں گے۔ اگلے دو سوال سید حسن مرتضیٰ کے ہیں، وہ مجھے کہہ کر گئے ہیں اس لئے ان کے آنے تک pending ہیں۔ اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 686 ہے۔

وحدت کالونی کوارٹروں کی چھتوں کی مرمت

*686: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی میں تقریباً تمام کوارٹرز کی لینٹر والی چھتوں کو مرمت کیا جارہا ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صحیح چھتوں کو صرف کمیشن کی غرض سے مرمت کیا جارہا ہے؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ مکمل انکوائری کے بعد متعلقہ اہلکاران وافسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے وحدت کالونی میں کل 1938 کوارٹرز ہیں جس میں سے 169 کوارٹرز کی چھتیں خستہ حال اور لیک کرتی تھیں۔ ان چھتوں کی تبدیلی کا تخمینہ لاگت 23.187 ملین روپے (2 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے) تھا۔ 121 خستہ حال چھتوں کو جون 2009 تک تبدیل کر دیا گیا جس پر 12.260 ملین روپے (1 کروڑ 22 لاکھ 60 ہزار روپے) خرچہ ہوا باقی چھتیں الاٹیز کے کمرے / کوارٹر خالی نہ کرنے کی وجہ سے تبدیل نہ کی جا سکیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ صرف خستہ حال چھتوں کی مرمت کی گئی ہے۔

(ج) جز بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے تمام کام اتھارٹی سے منظوری لے کر کرائے جاتے ہیں لہذا کسی اہلکار یا آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کا جواز نہ ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں اس سوال کے حوالے سے بتانا چاہتی ہوں کہ ٹھیکیدار اتنے طاقتور ہیں کہ وہ سرکاری رہائش گاہوں میں صرف چھتیں ہی نہیں بلکہ دوسرے کام بھی خود estimate بنوا کر کرتے ہیں۔ اس بنیاد پر دوسرے عملے کے ساتھ ایس ڈی او اور اوور سیئر بھی کمیشن لیتے ہیں۔ میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ وحدت کالونی کے بہت سے گھروں میں سالانہ مرمت نہیں کی جاتی اور جو الاٹی طاقتور ہوتا ہے وہ فنڈز جاری کروالیتا ہے۔ اس بناء پر بہت سے گھروں میں کئی کئی سال تک کام نہیں ہوتا اور کئی گھروں میں ہر سال کام ہوتا ہے۔ اس ناانصافی کا وزیر صاحب کیا سدباب کریں گے اور کیا کوئی رپورٹ مرتب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: کیا آپ ضمنی سوال کر رہی ہیں؟ ہمیں تو سمجھ نہیں آرہی۔ آپ آرام سے بات کریں تاکہ مجھے بھی سمجھ آئے اور میں ان سے پوچھنے والا بنوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں سوال پڑھ دوں تاکہ آپ کے لئے آسان ہو جائے۔ سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی میں تقریباً تمام کوارٹروں کی لینٹر والی چھتوں کو مرمت کیا جارہا ہے؟" اس کے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ "یہ درست نہ ہے وحدت کالونی میں کل 1938 کوارٹرز ہیں جن میں سے 169 کوارٹروں کی چھتیں خستہ حال اور leak کرتی تھیں ۔ ان چھتوں کی تبدیلی کا تخمینہ لاگت 23.187 ملین روپے (2 کروڑ 31 لاکھ 87 ہزار روپے) تھا ۔121 خستہ حال چھتوں کو جون 2009 تک تبدیل کردیا گیا جس پر 12.260 ملین روپے (1 کروڑ 22 لاکھ 60 ہزار روپے) خرچہ ہوا باقی چھتیں الاٹیوں کے کمرے / کوارٹر خالی نہ کرنے کی وجہ سے تبدیل نہ کی جا سکیں۔

جناب سپیکر! اس سوال کے ضمن میں عرض ہے کہ جب ٹھیکیدار ٹھیکہ لینے کے لئے آتے ہیں تو وہاں اتنی کرپشن ہوتی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں اور کئی گھر ایسے ہیں کہ جن کی دس دس سال سے مرمت نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ وہاں پر جو ناانصافی ہو رہی ہے کہ کسی گھر کی مرمت ہوتی ہے اور کسی گھر کی مرمت نہیں ہوتی اس کے لئے یہ کوئی رپورٹ مرتب کرانے، چیک کرانے اور کسی قسم کی inspection کا ارادہ رکھتے ہیں، وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ جتنا ان کا سوال تھا اس سے زیادہ ان کو جواب بتا دیا گیا تھا لیکن یہ مزید اس کی تفصیل میں جانا چاہتی ہیں۔ یہاں پر بالکل سادہ سی بات ہے کہ 1938 کوارٹر ہیں۔ ان کا جب سروے کیا گیا یا وہاں پر جو شکایات آئیں تو صرف 169 آئیں۔ جب یہ 169 شکایات آئیں تو اُس کے لئے تخمینہ لگا دیا گیا اور وہ تخمینہ 2 کروڑ 31 لاکھ روپے لگا۔ اس کے بعد 169 میں سے 121 لوگوں کے کوارٹروں کی چھتیں اور دوسری problems solve کر دی گئیں۔ باقی کام اس لئے رہ گیا تھا کیونکہ جن لوگوں

نے کروانا تھا انہوں نے خود ہی کہا کہ ہم نے اپنے کوارٹر کا کام نہیں کروانا، ایسے ہی ٹھیک ہے۔ حالانکہ محکمہ تمام کوارٹروں کا کام کروانے کے لئے تیار تھا جس کے لئے پیسے بھی موجود تھے لیکن جب لوگ خود ہی نہیں کروانا چاہتے تو اس میں problems آتے ہیں۔ ابھی محترمہ فرما رہی ہیں کہ وہاں پر ٹھیکیدار ناجائز پیسا لیتے ہیں اور خود ہی معاملات کو بگاڑتے ہیں تو میں انہیں بتاؤں کہ ایسی صورتحال کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔ نہ صرف یہ کوارٹروں کا مسئلہ ہے بلکہ پوری construction کا مسئلہ ہے جس میں سڑکیں اور دیگر بلڈنگ کے محکمے آتے ہیں۔ ٹھیکیدار خود estimate نہیں کرتا بلکہ محکمہ estimate کرتا ہے۔ البتہ اگر یہ چاہتی ہیں کہ وہاں پر کوئی انکوائری کروائی جائے تو یہ نشاندہی کر دیں کہ کس چیز کی انکوائری کروانی ہے تو وہ بھی ہم کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! جس طرح منسٹر صاحب فرما رہے ہیں تو آپ کسی سپیشل کیس کی نشاندہی کریں جس کا وہ notice لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان سے صرف یہ کہوں گی کہ وہاں پر inspection کروا لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مہربانی کریں اور پڑھیں۔ آپ کے پاس اتنے لفافے بھی ہوتے ہیں، اسی سے ہی آپ پڑھ رہی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے پاس کون سا لفافہ ہے؟ اگر اُن کو سمجھ نہیں آ رہی تو میری اس میں کوئی خطا نہیں ہے۔ دس سال سے کس کس گھر میں سفیدی ہوئی ہے اور کس کس گھر میں نہیں ہوئی اس کی انکوائری کروا لیں، سب کچھ کھل کر سامنے آ جائے گا۔ ہر سال ہر کوارٹر میں سفیدیاں کروانے کے لئے پیسے لئے جاتے ہیں جبکہ آدھے سے زیادہ گھروں میں سفیدیاں نہیں ہوتیں۔ میں یہی بات کر رہی ہوں کہ جو آدمی powerful ہوتا ہے، جس کے پاس اختیارات ہوتے ہیں وہ اپنا کام کروا لیتا ہے اور جس کی نہیں چلتی اُس کے کام نہیں ہوتے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی ایک سوال G.O.R-III کے حوالے سے دیا تھا کہ وہاں پر P&D کے شامی نام کے آدمی کے گھر سرونٹ کوارٹر موجود تھا لیکن اس کے باوجود اُس نے ایک سرونٹ کوارٹر extra بنوا لیا جبکہ وہیں پر ایک پروفیسر جس کے گھر

کی دیوار آج تک گری پڑی ہے لیکن کوئی کام نہیں ہوا۔ یہ بڑے critical معاملات ہیں کیونکہ خرچہ تو ہو رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں آپ میری بات سمجھ رہی ہیں اور نہ ہی منسٹر صاحب کی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ انکوائری کروالیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے پُرزور گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ کوئی specific case بتادیں تو ہم انکوائری کروالیتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ اس سوال کو کمیٹی کو refer کردیں کیونکہ ایک گھر ہو تو میں بتاؤں۔

جناب سپیکر: کون سی کمیٹی کو refer کروں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نام، کوارٹر نمبر اور گھروں کی ساری لسٹ ان کے سامنے لادوں گی۔ کوئی ایک گھر ہو تو میں اُس کی نشاندہی کروں۔ وہاں پر سینکڑوں گھر ایسے ہیں جہاں پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ آپ کمیٹی کو یہ سوال refer کردیں، کمیٹی آپ کو رپورٹ مرتب کردے گی تو آپ کے سامنے سارے حقائق آجائیں گے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب تو اس کا جواب دے رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے پاس اس قسم کا کوئی ثبوت ہے تو بتائیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ کمیٹی بنائیں تو میں ایک نہیں 100 ثبوت دوں گی۔

جناب سپیکر: تو آپ ثبوت دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ حکم کریں اور کمیٹی بنائیں تو میں خود ساتھ چلتی ہوں اور inspection team بھی ساتھ جائے۔

جناب سپیکر: بات سنیں۔ آپ منسٹر صاحب کو 100 میں سے صرف پانچ گھر بتادیں تو پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیسے کام نہیں ہوتا؟

محترمہ آمنہ الفت: ٹھیک ہے۔ میں ان کو ابھی تھوڑی دیر میں تحریری طور پر دے دیتی ہوں اور یہ اس پر promise کریں کہ وہ فوری کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ ان کو لکھ کر دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے بالکل relevant بات کی ہے۔ یہاں پر ایسے ہی بیٹھ کر کسی پر الزام لگا دینا اور غلط بیانی کرنا بڑی غلط بات ہے۔ میں ان سے request کروں گا کہ ان کے علم میں اگر کوئی بات ہے تو ہمیں specifically بتائیں کہ یہاں پر ایسے معاملات ہوئے ہیں تو محکمہ اس چیز کی پوری ذمہ داری لیتا ہے کہ اگر واقعی ایسا ہوا ہو گا تو ہم اُس کو sort out بھی کریں گے۔

جناب سپیکر: سختی سے notice لیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): اس کے علاوہ جو problems ہیں وہ بھی انشاء اللہ resolve کریں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں مکمل رپورٹ پوری تفصیل کے ساتھ اسی ہاؤس میں پیش کروں گی۔ اب آپ نے وعدہ کیا ہے اور آپ کی ruling آ گئی ہے کہ اس پر سختی سے notice لیا جائے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): یہ ہاؤس میں پیش نہیں کریں گی بلکہ پہلے ہمیں دیں گی اور اگر اُس کا جواب satisfied نہ ہوا تو پھر یہ ہاؤس میں ضرور پیش کر دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جی، ٹھیک ہے۔ میں ساری تفصیل ان کو ہی دے دوں گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، کیا آپ کا ضمنی سوال اسی سے متعلقہ ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جی، اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بولیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محکمے نے جز (الف) کا آخری لائن پر جواب دیا ہے کہ باقی چھتیں الاٹیوں کے کمرے/کوارٹر خالی نہ کرنے کی وجہ سے تبدیل نہ کی جا سکی ہیں۔ میں سوال یہ کروں گا کہ کوارٹروں کی چھتیں expire ہونے کے بعد کیا محکمے نے اُن لوگوں کو کوئی notice وغیرہ دیا ہے اور میرا دوسرا سوال اسی سے متعلقہ ہے؟

جناب سپیکر: پہلے ایک کا جواب آلینے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی سے connected ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! کیا آپ نے ایسے لوگوں کو کوئی notice دیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ شکایات کی تھیں کہ ہمارے گھروں میں فلاں فلاں مسائل ہیں تو جب اُن کے لئے پیسے allocate کر دیئے گئے اور پھر کام بھی شروع ہو گیا تو پھر ان کو متعدد بار request کی گئی کہ اگر آپ نے کام کروانا ہے تو کروالیں لیکن کئی لوگوں نے کہا کہ ہم satisfied ہیں اور ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ unnecessary تو حکومت کا پیسا پھینکا نہیں جا سکتا۔ رہائشی کو اس کی سہولت کے لئے گھر دیا گیا ہے اگر وہ مطمئن ہے تو ہمیں اس کو بار بار کہنے کی کیا ضرورت ہے البتہ اگر وہ demand کر رہے ہوتے اور محکمہ انکار کر دیتا کہ ہم نے یہ کام نہیں کرنا تو پھر واقعی action بنتا تھا کہ محکمے نے انکار کیوں کیا اور ان رہائشیوں کو facilitate کیوں نہیں کیا گیا لہٰذا اُن میں سے جو باقی رہ گئے ہیں اور کوئی شخص شکایت کرتا ہے کہ محکمے نے میرے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا ہے تو ہم اس کا جواب لینے کے لئے تیار ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے پہلے یہی عرض کی تھی کہ میرا سوال اسی سے connected تھا، اگر وہ آجاتا تو شاید وزیر موصوف صاحب اس کا پورا جواب دیتے۔ میں پھر سے شروع کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، اسے اب چھوڑ دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو چھتیں expire ہو چکی ہیں اس میں محکمے نے اپنے طور پر کیا کوئی coercive measures اختیار کی ہیں۔ اگر کوئی coercive measures اختیار نہیں کیں تو کل کوئی چھت بارش سے، expire ہونے یا زائد المیعاد ہونے کی وجہ سے گر جاتی ہے تو پھر اُس سے کوئی جانی نقصان ہوا تو اُس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میرے معزز ممبر نے واقعی بڑی relevant بات کی ہے۔ ہم اسے اس طرح amend کر سکتے ہیں کہ جو چھتیں رہ گئی ہیں اور جو خستہ حال declare کی گئی تھیں ان کے لئے ہم الاٹیوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ اگر وہ اسی طرح رکھنا چاہتے ہیں تو ان کی responsibility بنے گی۔ اگر وہ چھتیں بدلوانا چاہتے ہیں تو پھر وہ جگہ vacate کر کے ہم مرمت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں بالکل اپنے فاضل ممبر کی بات سے agree کرتا ہوں اور اس پر انشاءاللہ فوراً action ہو جائے گا۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، آج لنگڑیال صاحب بڑی مشکل سے ضمنی سوال پر آئے ہیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو مرمت کی رقم رکھی گئی ہے کیا اس کے کوئی tender بھی ہوئے تھے، اگر tender ہوئے تھے تو اس میں کن کن لوگوں نے حصہ لیا تھا اور اتنی بڑی رقم کس طریقے سے خرچ کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کا کوئی tender رکھا گیا تھا یا آپ نے اپنی جیب سے فٹافٹ نکال کر دے دیئے تھے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے خیال میں ہر معزز ممبر کو پتا ہے کہ محکمے کے اوپر جو پیسا لگتا ہے وہ بغیر tender کے ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں باقی لوگوں کو تو اس بات کا پتا ہو گا لیکن شاید ساہیوال والوں کو نہ پتا ہو۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، ایسے ہی لگتا ہے کہ چیچہ وطنی والوں کو نہیں پتا۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ انہیں بتا دیں ناں!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! یہ ذرا اس کی تفصیل بتا دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ آپ سے tender کی تفصیل پوچھ رہے ہیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! tender تو اخبار میں آتے ہیں اور پتا ہوتا ہے کہ اس میں competition کیا ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ چونکہ کافی پرانی بات ہے۔ اگر انہوں نے وہ tender نہیں پڑھا تو اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ جب یہ tender کیا گیا تھا تو definitely اخبار میں آیا تھا۔ اگر یہ مطمئن نہیں ہیں تو میں اُس tender کی کاپی ان کے گھر چیچہ وطنی بھجوا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ اگلا سوال محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

جناب محمد نوید انجم: سوال نمبر 1797۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رنگ روڈ لاہور کے لئے خرید کی گئی مشینری و گاڑیوں کی تفصیلات

*1797: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رنگ روڈ لاہور کی تعمیر کے لئے حکومت نے کوئی مشینری یا گاڑیاں خرید کی ہیں اگر ہاں تو کس کس قسم کی مشینری کس کمپنی سے کتنی کتنی مالیت میں خرید کی گئی ہے؟

(ب) اس وقت کتنی مشینری / گاڑیاں چالو حالت میں ہیں اور کتنی خراب ہو چکی ہیں؟

(ج) اس مشینری کی مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(د) کیا کوئی گاڑی سرکاری ملازمین کے زیر استعمال ہے تو اس کا نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور رنگ روڈ کی تعمیر کے لئے کوئی مشینری پی ایم یو لاہور رنگ روڈ پراجیکٹ کی طرف سے نہیں خریدی گئی۔ البتہ مندرجہ ذیل گاڑیاں Toyota (XLI) 7عدد، Suzuki Cultus 20عدد، Suzuki Jimny 5عدد، Land Rover ایک عدد، جن کی کل مالیت -/24,464,527روپے پر پراجیکٹ کے لئے خریدی گئیں۔

(ب) تمام گاڑیاں چالو حالت میں ہیں (جن میں سے 5عدد Suzuki Cultus (C&W Deptt) کے پاس ہے۔

(ج) -/773178روپے 2007-08(مرمت)

-/1291701روپے 2008-09(مرمت)

(د) تمام گاڑیاں پراجیکٹ کے کاموں کی نگرانی کے لئے اور اس سے متعلقہ کام کے لئے سرکاری ملازمین کے زیر استعمال ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ میرا اگلا سوال نمبر 1798ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد نوید انجم: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

رنگ روڈ لاہور پر لائٹنگ کے اخراجات و دیگر تفصیلات

*1798: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رنگ روڈ لاہور پر آج تک لائٹنگ پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) لائٹ کس کس فرم کی لگائی گئی ہے؟

(ج) اس پر کس کمپنی کے بلب یا ٹیوب لگائے گئے ہیں؟

(د) اس کے منصوبہ کی منظوری کے وقت کس کمپنی/فرم کی لائٹنگ لگانے کی منظوری یا approval ہوئی تھی؟

(ہ) کیا جس فرم/کمپنی کی لائٹنگ کی approval منصوبہ کی منظوری کے وقت ہوئی تھی اس فرم/کمپنی کی لائٹنگ لگائی گئی ہے یا کسی دیگر کی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) رنگ روڈ پر سٹریٹ لائٹ کی مد میں آج تک تقریباً 7 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ب) رنگ روڈ پر کنسلٹینٹ (M/s Nespak) کی منظور شدہ Indalux کمپنی کی لائٹس نصب کی گئی ہیں۔

(ج) رنگ روڈ پر کنسلٹینٹ(M/s Nespak) کی منظور شدہ کمپنی کے بلب/ٹیوب نصب کی گئی ہیں۔

(د) رنگ روڈ منصوبہ کی منظوری کے وقت Indalux، Philips اور Schreder کمپنی کی لائٹنگ لگانے کی منظوری دی گئی تھی۔

(ہ) رنگ روڈ پر منظور شدہ کمپنی Indalux کی لائٹس نصب کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے 7 ملین روپے رنگ روڈ پر لائٹوں پر خرچ کئے ہیں جس کا میرے پاس ریکارڈ ہے کہ جب انہوں نے یہ tender کیا تھا تو بقول ان کے کہ تین کمپنیاں جو منظور شدہ تھیں انہوں نے لائٹیں لگانے کے لئے اس tender میں حصہ لیا۔

جناب سپیکر: کون سی کمپنیوں نے حصہ لیا؟

جناب محمد نوید انجم: ایک کمپنی Philips, Indalux اور ایک Schreder کمپنی ہے جن سے انہوں نے کام کروایا ہے۔ رنگ روڈ پر جو لائٹیں لگوائی گئی ہیں تو انہوں نے 26 ہزار روپے کی ایک لائٹ دی ہے جبکہ یہ bidding ہوئی ہے اور ٹینڈر میں ڈالا گیا ہے تو Philips والوں نے 2005 میں لائٹیں لگانے کے لئے 16 ہزار روپے ٹینڈر میں ڈالے۔ SE منور بشیر نے ساز باز کر کے 2005 میں

Indalux کمپنی جس کا نام آج تک ہاؤس میں کسی شخص نے نہیں سنا ہے انہیں 26 ہزار روپے میں دیا گیا۔انہوں نے دس ہزار روپے فی لائٹ قومی خزانے کو نقصان پہنچایا ہے۔میرے پاس یہ اس کا ریکارڈ ہے کیا ہمارے وزیر صاحب اس کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!انہوں نے جو سوال کیا تھا اس کا مکمل جواب دے دیا گیا۔ پہلے سوال کا بھی ان کو مکمل جواب مل گیا ہے اور یہ مطمئن ہیں۔ میں ان کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please. Order please.

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!لائٹس لگانے کے لئے تین کمپنیوں کا ہی فیصلہ ہوا تھا کہ ان تین کمپنیوں میں سے کسی کی بھی لگائی جا سکتی ہیں۔اب definitely ان کی بات بڑی relevant ہے کہ جس کی قیمت کم تھی اور اس کی کوالٹی دوسروں کے مقابلے میں برابر تھی تو پھر تو اس کو لگایا جا سکتا ہے اگر قیمت کم ہو اور کوالٹی اس سٹینڈرڈ کی نہ ہو جس سٹینڈرڈ کی ہماری requirement ہو تو definitely وہ نہیں لگتیں لیکن اگر یہ سمجھتے ہیں کہ جو لگائی گئی ہیں اس سٹینڈرڈ کی کم پرائس پر مل سکتی ہیں یا available تھیں تو اگر اس میں محکمے کا کوئی قصور ہے تو We are ready to take any action اور اس میں یہ ہمیں بتائیں کہ جس کی بات یہ کر رہے ہیں کہ آیا وہ اس معیار کی ہے جس معیار کی لگی ہوئی ہیں تو پھر ان کی بات میں وزن ہے اور جس طرح یہ کہیں گے اس پر ہم انکوائری بھی کریں گے اور ان کو satisfied بھی کریں گے اور ہاؤس کو satisfied بھی کریں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!Indalux کمپنی نے جو لائٹس لگائی ہیں اس کی کوالٹی کے بارے میں، میں ایک مثال دے دیتا ہوں کہ اسی کمپنی نے مال روڈ پر جو انڈر پاس بنا ہے اس پر لائٹیں لگائی ہیں،اسی کمپنی نے دھرم پورہ انڈر پاس پر لائٹیں لگائی ہیں،جو تین تین ماہ نہیں چلی ہیں ان کی یہ کوالٹی ہے۔یہ تو انجینئرز بتا سکتے ہیں جنہوں نے اس کو منظور کیا ہے کہ Philips والوں سے کیوں نہیں لگوائی گئیں؟ اگر یہ سٹینڈرڈ کی نہیں تھیں تو پھر انہیں bids میں شامل کیوں ہونے دیا گیا ہے اور اگر

quality کی تھیں تو دس ہزار روپے جو وہ سستی لائٹ دے رہے تھے وہ کیوں نہیں لگائی گئی ہیں؟ جن کی لگائی گئی ہیں ان کی کوالٹی کا معیار اور ان کا ریکارڈ منگوا کر دیکھیں۔ لاہور مال روڈ اور دھرم پورہ انڈر پاس پر Indalux کمپنی کی لگائی گئی ہیں یہ تو تین تین ماہ نہیں چلی ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا ہے اس میں ان کو بڑا واضح جواب مل چکا ہے۔ اگر یہ میرے ساتھ دیکھتے جائیں اس سارے معاملے کو کہ جز (الف) میں انہوں نے لکھا ہے کہ "رنگ روڈ لاہور پر آج تک لائٹنگ پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟" وہ ان کو بتا دیا گیا ہے کہ "70 لاکھ خرچ ہوئی۔" اس کے بعد ان کا جز (ب) ہے کہ "لائٹس کس کس فرم کی لگائی گئی ہیں؟" جس کمپنی کی لگائی گئی تھیں اس کا نام mention کر دیا گیا۔ اس کے بعد جز (ج) ہے کہ اس پر کس کمپنی کے بلب یا ٹیوب لگائے گئے ہیں وہ بھی نام لکھ دیا گیا اور اس کے بعد انہوں نے جو main سوال کیا تھا کہ کیا جس فرم / کمپنی کی لائٹنگ کی approval منصوبہ کی منظوری کے وقت ہوئی تھی اس فرم / کمپنی کی لائٹنگ لگائی گئی ہیں یا کسی دیگر کی؟ ان تینوں کی approval ہوئی تھی اور تینوں میں سے ایک کی لگائی گئی ہیں۔ اگر اس کے علاوہ ان کے سوال کا کوئی اور جز ہے اور نہ ہی اس کا کوئی جواب بنتا ہے۔ اگر انہوں نے مزید کوئی چیز inquire کرنی ہے یا اس میں کوئی دیکھ رہے ہیں کہ اس میں کوئی malafide intension سے کوئی کام کیا گیا ہے تو اس کے لئے یا تو کوئی fresh question کریں یا انہیں detail فراہم کر دیں تا کہ ہم اس کا proper جواب دیں۔ اس سوال کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! اگر اس میں محکمہ کا کوئی فائدہ ہوتا ہے، قوم کا فائدہ ہوتا ہے اور آپ کو وہ کوئی نشاندہی اچھی کر سکتے ہیں اور اگر Indalux کمپنی کی لگائی گئی ہیں جس کی وہ آپ کو نشاندہی کریں گے تو پھر آپ کو ضرور نوٹس لینا چاہئے۔ نوید صاحب! آپ ان سے رابطہ کیجئے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال یہ ہے کہ انہوں نے کس برانڈ کی لائٹیں لگائی تھیں۔ یہ کہاں کی بنی ہوئی تھیں، مجھے اس کا بتائیں تا کہ میں باقی ریکارڈ پیش کر دوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے made کے حوالے سے بات کی ہے۔ انہوں نے اس سوال میں اس بارے میں نہیں پوچھا ہے اس لئے یہ fresh question بنتا ہے۔ آپ اس کی تفصیل مجھے دے دیں یا جو پوچھنا ہے تو پھر fresh question کر لیں اگر نہیں تو براہ مہربانی میں نے تو پہلے کہا ہے کہ اس کی کوالٹی اور جو لگی ہوئی ہے اس کی کوالٹی میں فرق ہے، آپ اس کو mention کر دیں۔

جناب محمد نوید انجم: اس پر آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): یہاں پر کمیٹی کا مسئلہ نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: حضرت! آپ direct سوال نہ کریں مجھ سے سوال کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس میں fresh question کہاں پر بنتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر ایک کمپنی اس سے سستے ریٹ پر دے رہی تھی تو منور بشیر ایس ای صاحب کی interference پر یہ کیوں لگائی گئی ہیں۔ میرا تو یہ سوال ہے کہ اس میں بے ضابطگی کی گئی ہے اور یہ شخص خزانے کے اوپر بوجھ بنا ہے اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو انکوائری کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ثبوت کے ساتھ اس کو سزا دی جا سکے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں ثبوت دے دیتا ہوں ۔ آپ اس کو Standing Committee کو refer کریں تاکہ یہ سارا معاملہ inquire ہو سکے اور اگر کسی نے بے ضابطگی کی ہے تو اس کے خلاف انکوائری کریں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ان سے ایک میٹنگ کر کے اپنی بات تو مکمل طور پر بتائیں۔ اگر میں محسوس کروں گا کہ وہ معاملہ کسی کمیٹی میں جانا چاہئے تو یقیناً اس کو کمیٹی میں بھیج دیں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ معاملہ 2005 کا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے اس طرح کیسے پتا چل سکتا ہے۔ آپ ابھی وقفہ سوال کے بعد ان سے مل لیں اور اگر یہ آپ کو satisfied نہ کر پائیں تو مجھے بتائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: براہ مہربانی اب آپ تشریف رکھیں۔ جنہوں نے اپنے سوالوں پر محنت کی ہے ان کو بھی وقت دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ نے پچھلے سوال کا ضمنی سوال لیا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: کون سے سوال کا؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پچھلے سوال کا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا تھا کہ اگلا سوال لے لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ان کا اگلا سوال لیں مگر اس پر تو میرا ایک ضمنی سوال تھا۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت بولتے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نے کہا تھا آپ نے دیکھا نہیں تھا۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں دیکھا ہو گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ مجھے اس پر ضمنی سوال پوچھنے دیں۔

جناب سپیکر: اب وہ سوال ختم ہو گیا ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ زمرد یاسمین صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 1973 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چونیاں سے حجرہ شاہ مقیم براستہ عبداللہ شوگر ملز روڈ کی از سر نو تعمیر

*1973: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چونیاں سے حجرہ شاہ مقیم براستہ عبداللہ شوگر ملز یہ ایک اہم سڑک ہے اور یہ حجرہ شاہ مقیم، دیپالپور، پاکپتن، حویلی لکھا اور بہاولنگر جانے کے لئے لاہور سے شارٹ کٹ راستہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے اور اس سڑک کے لنک نہر کے پل بھی خطرناک صورتحال اختیار کر چکے ہیں جو کسی بھی وقت بڑے حادثے کا سبب بن سکتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کو فوری از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضمن ہذا درست ہے۔

(ب) سڑک کی مرمت کا کام patch work کی حد تک شروع ہے اور تار کول (resurfacing) کا کام موسم سرما کے گزرنے کے بعد شیڈول میں شروع کر دیا جائے گا۔جو کہ 15۔مارچ کے بعد مناسب ہو گا۔تاہم پل کے اوپر ٹریفک کی آسانی کے لئے ضروری مرمت کر دی گئی ہے اور احتیاطی تدابیر کے بورڈ لگا دیئے گئے ہیں۔

(ج) محکمہ مواصلات و تعمیرات سڑک کی از سر نو تعمیر کا منصوبہ حکومت پنجاب کے پاس وسائل کو مد نظر رکھ کر ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لئے تجویز کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جز (ج) میں انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ ہاؤس کو واضح طور پر یقین دہانی کرا دیں کہ کب تک یہ کام شروع ہو جائے گا اور آئندہ بجٹ میں اس کو شامل کیا جائے گا یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو سوال کیا تھا یہ ایک سڑک کے بارے میں ہے جو حجرہ شاہ مقیم اور چونیاں کی طرف جاتی ہے اور اس میں انہوں نے جز (ج) میں پوچھا ہے کہ اس پر کام کب تک شروع ہو جائے گا۔اس سلسلے میں بڑا واضح جواب لکھا گیا ہے کہ اس وقت حکومت کے پاس جو فنڈز ان کے مطابق ابھی گنجائش نہیں ہے کہ اس پر کوئی کام کیا

جائے۔ اگر محترمہ اس کے لئے خود pursue کریں، اگر ان کا حلقہ ہے یا علاقہ ہے تو اس کے لئے pursue کریں تو definitely اگر یہ initiate کریں گی تو محکمہ ان کو support کرے گا لیکن ابھی تک ہمارا اس پر کام کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ میرا اور آپ کا حلقہ ہے۔

جناب سپیکر: بڑا اچھا کیا اور آپ کا فائدہ کر دیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بات ہی ایسی کر دی کہ یہ ان کا حلقہ ہے اس لئے اب تو میں چپ نہیں رہ سکتا یا تو آپ بولیں یا میں بولوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہاں پر واقعی بہت بُرا حال ہے۔ یہ سڑکیں بنی چاہئیں، یہاں پر یہ کہہ دینا کہ اگر آپ pursue کریں گے۔ آپ نے مہربانی کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! میں آپ کو اپنی طرف سے اختیار دیتا ہوں کہ آپ pursue کریں۔

شیخ علاؤالدین: یہ تو آپ کی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو pursue کریں تو جلد ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان سے کہلوائیں کہ یہ جو میرے اور آپ کے حلقہ میں سڑکیں ہیں ان کا کام جلد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! آپ اس طرف خصوصی توجہ دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب یہ سوال میرے سامنے آیا تھا تو میں نے اس کی نزاکت کا اندازہ کر لیا تھا اور محسوس کیا کہ جب محکمہ خود کہہ رہا ہے کہ یہاں پر اس کے حالات ٹھیک نہیں ہیں اور اس کو بننا چاہئے اور پنجاب حکومت کے پاس اس کی گنجائش بھی

نہیں ہے تو میرا خیال ہے اور میں نے already لکھا ہوا ہے کہ اگر آپ direction from the Assembly جاری کریں تو definitely اس پر کام بھی جلدی ہو سکتا ہے، اس کے لئے فنڈز بھی مختص ہو سکتے ہیں۔ میں نے already لکھا ہوا ہے کہ direction from the Assembly چلی جائے تو یقیناً بہت سے علاقہ کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ لکھ دیں، directive ہو گیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ اس لئے لکھا تھا کہ مجھے خود یہ محسوس ہو رہا تھا کہ یہاں پر محکمہ مان رہا ہے کہ سڑک بھی ٹوٹی ہوئی ہے، پل بھی ٹھیک نہیں ہے اور اس کے لئے ہم نے پیسے بھی نہیں رکھے تو میں نے یہ خود محسوس کیا تھا کہ ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جسے ہم خود مان رہے ہیں اور لوگ disturb ہو رہے ہیں تو definitely اسے فوری طور پر ہونا چاہئے۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ یہاں سے direction جاری کریں تو ہم اس پر فوری طور پر عملدرآمد کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ یہ direction تو جاری کریں اور ہر معزز رکن یہ جانتا ہے کہ patch work سے بڑا فراڈ بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ patch work میں پنجاب میں لئے جانے والے کروڑوں روپے بند کریں اور آپ کے حلقے کی سڑکوں کا جو بیڑہ غرق ہوا ہے انہیں بنانے کے لئے آپ direction دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے سن لیا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے اور میرے حلقے میں سڑکوں کا جتنا برا حال ہے اتنا کسی کا نہیں ہے اس لئے میں آپ کو direction نہیں دے سکتا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ سے direction نہیں مانگ رہا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ direction دے سکتے ہیں اور ضرور دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ہماری دونوں کی گزارش ہی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، نہیں۔ آپ تو با اختیار ہیں اور انہوں نے خود کہا ہے کہ آپ direction دیں۔ اگر ہم اپنے حلقے کے لئے نہیں کر سکتے تو پھر کوئی اور کیا کرے گا؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسے نہیں ہو سکتا۔ اگلا سوال محترم سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ وقت کم ہے اس لئے میں سوال نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کسی اور کو موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*553: **سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کو ون وے تعمیر کرنے کے لئے حکومت نے کب منصوبہ بنایا تھا، یہ منصوبہ کتنی لاگت کا تھا؟

(ب) اس روڈ کو ون وے اور از سر نو تعمیر کرنے کا ٹینڈر کب دیا گیا تھا؟

(ج) اس کی تعمیر کے لئے کن کن فرموں نے ٹینڈر داخل کئے؟

(د) اس کی تعمیر کا ٹھیکہ کس کمپنی کو کتنی لاگت میں دیا گیا ہے؟

(ہ) موقع پر اس سڑک کی تعمیر شروع ہو چکی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) سال 2005 سے آج تک جو ٹھیکیدار اس روڈ کی تعمیر کر رہا ہے، اس کو کتنے سرکاری منصوبے الاٹ ہوئے ہیں؟

(ز) ان میں کتنے منصوبے مقررہ مدت میں مکمل ہوئے اور کتنے منصوبے مقررہ مدت میں یہ کمپنی مکمل نہ کر سکی؟

(ح) کیا حکومت اس کمپنی کو مقررہ مدت میں سرکاری منصوبے مکمل نہ کرنے پر بلیک لسٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی کل لمبائی36کلومیٹر ہے جس میں سے چنیوٹ تا کماپور لمبائی 22کلومیٹر اور کماپور تا فیصل آباد سڑک کی لمبائی14کلومیٹر ہے، چنیوٹ تا کماپور لمبائی 22کلومیٹر اور چنیوٹ تا پنڈی بھٹیاں سڑک لمبائی37کلومیٹر کی دوبارہ تعمیر، اصلاح کشادگی کا منصوبہ حکومت نے جون 2006میں منظور کیا۔ جس میں سے سڑک کو ون وے کرنا شامل نہ ہے۔ بلکہ موجودہ سڑک کی تعمیر نو، بہتری اور کشادگی 20فٹ سے 30فٹ شامل ہے۔ اس منصوبے کی کل مالیت1,35,94,402ملین روپے تھی جس میں سے چنیوٹ تا کماپور حصے کا تخمینہ لاگت 502ملین روپے تھا۔

(ب) چنیوٹ تا فیصل آباد روڈ بشمول چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کی از سر نو تعمیر و کشادگی و بہتری کا ٹینڈر ماہ جون 2006میں کھولا گیا تھا۔ اصل منصوبے میں سڑک کو ون وے کرنا شامل نہ تھا۔ بلکہ کشادگی و بہتری20سے30فٹ کرنا تھا۔

(ج) مندرجہ بالا سڑک کی تعمیر کے سلسلے میں ہونے والے ٹینڈروں میں مندرجہ ذیل فرموں نے حصہ لیا۔

1- میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ
2- این ایل سی
3- میسرز چائنا انٹرنیشنل واٹر اینڈ الیکٹرک کارپوریشن

(د) کل سڑک از پنڈی بھٹیاں تا کماپور براستہ چنیوٹ لمبائی59.542کلومیٹر کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی کو مبلغ-/1,35,94,402ملین روپے میں دیا گیا تھا۔ جس میں

چنیوٹ فیصل آباد حصے کا تخمینہ لاگت 50کروڑ20لاکھ روپے تھا۔ یہ ٹھیکہ نومبر 2006 میں دیا گیا تھا اور تاریخ تکمیل 2008-05-06 تھی۔

(ہ) مقررہ مدت میں ٹھیکیدار صرف 14 فیصد کام کر پایا جبکہ چنیوٹ کماپور سیکشن میں اس نے کوئی کام نہ کیا چنانچہ ٹھیکیدار کا ایگریمنٹ منسوخ کرنے کے لئے اسے 13-01-2009 کو نوٹس دیا گیا جس کے خلاف ٹھیکیدار ہائی کورٹ / سول کورٹ میں چلا گیا۔ بعد ازاں وزیراعلیٰ کی ہدایت پر معاملے کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کے لئے وزیر قانون کی سربراہی میں کمیٹی بنائی گئی جس نے تمام حقائق کو مد نظر رکھ کر ٹھیکیدار میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی کو 2010-03-14 تک کام مکمل کرنے کی اجازت دی۔ اب موقع پر سڑک چنیوٹ تا کماپور کی تعمیر شروع ہوگئی ہے۔

(و) میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی اس منصوبے کے علاوہ محکمہ شاہرات و تعمیرات میں کوئی کام نہ کر رہا ہے۔

(ز) میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی کو محکمہ سی اینڈ ڈبلیو پراجیکٹ انجینئرنگ سیل میں صرف مذکورہ سڑک کا کام الاٹ ہوا۔ جو یہ وقت مقررہ میں مکمل نہ کر سکا۔

(ح) اگر میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی نے مورخہ 2010-03-14 تک مذکورہ منصوبے کو مکمل نہ کیا تو یقینی طور پر اس کے خلاف ہر قسم کی تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

پی پی۔74 چنیوٹ میں پراونشل ہائی وے کے تحت تعمیر ہونے والی سڑکوں کی صورتحال

*617: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔74 چنیوٹ میں پراونشل ہائی وے کی کون کون سی سڑکیں ہیں ان کی لمبائی سڑک وار بتائیں؟

(ب) سال 2002 سے آج تک ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، تفصیل سڑک وار بتائیں؟

(ج) اس وقت کون کون سی سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ان کی مرمت / از سر نو تعمیر کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) پی پی۔74 میں پراونشل ہائے وے کی مندرجہ ذیل سڑکات ہیں۔

(i) چنیوٹ چک جھمرہ روڈ از کلومیٹر نمبر 0.00 تا 13.98 = لمبائی 13.98 کلومیٹر

(ii) جھنگ چنیوٹ روڈ از کلومیٹر نمبر 38.00 تا 86.30 = لمبائی 48.30 کلومیٹر

(iii) فیصل آباد چنیوٹ روڈ از کلومیٹر نمبر 19.98 تا 36.00 = لمبائی 16.02 کلومیٹر

(ب) سال 2002 سے آج تک ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر درج ذیل خرچ ہوا۔

(i) چنیوٹ چک جھمرہ شاہ کوٹ روڈ:

تفصیل خرچ برائے تعمیر و کشادگی و بہتری کل لمبائی 51.98 کلومیٹر ہے۔

2002-03	------ روپے
2003-04	20.00 ملین (دو کروڑ)
2004-05	102.662 ملین (10 کروڑ 26 لاکھ 62 ہزار)
2005-06	22.008 ملین (2 کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار)
2006-07	22.412 ملین (2 کروڑ 24 لاکھ 12 ہزار)
2007-08	22.383 ملین (2 کروڑ 23 لاکھ 83 ہزار)
2008-09	50.037 ملین (5 کروڑ 37 ہزار)
2009-10	NIL
ٹوٹل	239.482 ملین روپے (23 کروڑ 94 لاکھ 82 ہزار)

ii) جھنگ چنیوٹ روڈ:۔ تفصیل خرچ برائے مرمت کل لمبائی 86.30 کلومیٹر

2002-03	0.290 ملین (2 لاکھ 90 ہزار)
2003-04	0.310 ملین (3 لاکھ 10 ہزار)
2004-05	1.355 ملین روپے (13 لاکھ 55 ہزار)
2005-06	0.728 ملین (7 لاکھ 28 ہزار)
2006-07	0.255 ملین (2 لاکھ 55 ہزار)
2007-08	3.283 ملین (32 لاکھ 83 ہزار)
2008-09	2.056 ملین (20 لاکھ 56 ہزار)
2009-10	--------

ٹوٹل	8.328ملین (83لاکھ28ہزار)

(iii-A) فیصل آباد چنیوٹ روڈ: کل لمبائی پر او نشل ہائی وے سڑک 22کلو میٹر ہے

تفصیل خرچہ مرمت

2002-03	0.350ملین (3لاکھ50ہزار)
2003-04	0.375ملین (3لاکھ75ہزار)
2004-05	0.692ملین (6لاکھ92ہزار)
2005-06	6.140ملین (61لاکھ40ہزار)
2006-07	0.347ملین (3لاکھ47ہزار)
2007-08	0.298ملین (2لاکھ98ہزار)
2008-09	--------------
2009-10	--------
ٹوٹل	8.202ملین (82لاکھ2ہزار)

(iii-B) فیصل آباد چنیوٹ روڈ سیکشن چنیوٹ تا کماپور لمبائی 22کلومیٹر تفصیل خرچہ تعمیر نو کشادگی وبہتری۔

2002-03	Nil
2003-04	Nil
2004-05	Nil
2005-06	Nil
2006-07	Nil
2007-08	Nil
2008-09	Nil
2009-10	1.560ملین(15لاکھ60ہزار)
ٹوٹل	1.560ملین(15لاکھ60ہزار)

(ج)

(i) چنیوٹ تا شاہکوٹ روڈ براستہ چک جھمرہ: سڑک ہذا کی کل لمبائی51.98 کلو میٹر ہے۔ جس میں سے13.98 کلو میٹر سیکشن چنیوٹ تا چک جھمرہ پی پی۔74 میں واقع ہے۔ سڑک کی کشادگی و اصلاح کا کام 2003-04 میں شروع کیا گیا تھا۔ جس کا تخمینہ لاگت 237.223ملین تھا اور اس میں سے اب تک کل خرچہ239.482ملین روپے ہو چکا

ہے۔ماسوائے پل MC Drain کے ساتھ متصل 800 فٹ سڑک کے تمام کام مکمل ہے۔یہ بقایا کام تارکول کا سیزن شروع ہونے پر جو ماہ اپریل میں ہوتا ہے مکمل کر دیا جائے گا۔

(ii) جھنگ چنیوٹ روڈ سڑک ہذا کی لمبائی 86 کلو میٹر ہے۔ پی پی۔74 میں اس کی لمبائی کا حصہ 48.30 کلو میٹر ہے۔اس وقت سڑک کی حالت تسلی بخش ہے۔

(iii) فیصل آباد چنیوٹ سرگودھا روڈ کل لمبائی 36 کلو میٹر ہے۔ پی پی۔74 میں لمبائی 16 کلو میٹر ہے چنیوٹ تا کما لپور سڑک کی لمبائی 22 کلو میٹر کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

سٹی package سرگودھا کے تحت منظور کی گئی سڑکوں کی تفصیلات

* 2001: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سٹی package سرگودھا کے تحت تعمیر کارپٹ روڈ دورویہ سرگودھا خوشاب روڈ نوری گیٹ تا اسلام پورہ اور ہیڈ برج ملانے مین قبرستان براستہ کارخانہ بازار محمدی، بازار شربت چوک، پرانی فروٹ و سبزی منڈی، پائلٹ سکول، کباڑی بازار اسلام پورہ بشمول کارپٹ روڈ از سلطان روڈ تا واٹر سپلائی روڈ بشمول گرلز ڈگری کالج اور کباڑی بازار لنک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال (کباڑی روڈ) تا فیکٹری ایریا چوک موہنی روڈ منظوری کی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی ایڈمنسٹریٹو منظوری مجاز اتھارٹی نے دے دی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکیم 08-2007 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے سیریل نمبر 1949 اور ترقیاتی پروگرام 09-2008 کے سیریل نمبر 1634 پر درج ہے اور اس سڑک کے لئے تین کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود محکمہ پراونشل ہائی ویز سرگودھا نے اس سڑک کے ٹینڈر طلب نہیں کئے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس عوامی فلاح و بہبود کے منصوبہ کو مکمل کرے گی تو یہ کب تک ہوگا اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ کل تخمینہ لاگت بمطابق ایڈم administrative approval 91.849ملین (9کروڑ 18لاکھ 49ہزار)روپے اور بتاریخ 2006-10-13 نظر ثانی شدہ administrative approval 160.915 ملین روپے (16کروڑ 9لاکھ 15ہزار روپے بتاریخ 07-01-27ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سڑک کی تکمیل کے لئے بشمول سال 09-2008 3کروڑ 54لاکھ روپے جبکہ خرچہ 3کروڑ 29لاکھ روپے تھا۔

(د) مذکورہ سکیم کے ٹینڈر بمطابق original administrative approval مورخہ 06-12-07 کو طلب کئے گئے اور ایگزیکٹو انجینئر پراونشل ہائی وے ڈویژن سرگودھا کی چٹھی نمبری 158/C مورخہ 07-01-12 کو میسرز فنکو کنسٹرکشن کمپنی گورنمنٹ کنٹریکٹر 468-K ماڈل ٹاؤن لاہور کو کام الاٹ کیا گیا جس کی تکمیل میعاد 12ماہ تھی یعنی 08-01-12تک تھی جو بعد میں 09-09-30تک بڑھا دی گئی۔ کام زیر تعمیر ہے کام میں تاخیر کی وجہ بجلی کے پول و دیگر یوٹیلٹی سروسز، تجاوزات ہیں۔ محکمہ واپڈا کو بجلی کے پول شفٹ کرنے کی ادائیگی کر دی گئی ہے لیکن تاحال بجلی کے پول ابھی تک شفٹ نہ ہوئے ہیں۔

(ہ) محکمہ اس سکیم کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اصل تخمینہ لاگت کے مطابق 3.5کلومیٹر سڑک مکمل ہو چکی ہے باقی کام جون 2010تک مکمل کر دیا جائے گا۔ دسمبر 2009تک سڑک ہذا کے کل فنڈز 4کروڑ 42لاکھ دیئے گئے جبکہ خرچہ 3کروڑ 55لاکھ روپے رہا۔ باقی ماندہ کام میں تعمیر ڈرینز شامل ہیں۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ (سرگودھا) کی تعمیر کی تفصیلات

*2077: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ (سرگودھا) کو اپ گریڈ کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو عمارت کی تعمیر کو کب تک مکمل کرنے کا ٹارگٹ تھا؟

(ج) مذکورہ منصوبہ کی مالیت کا تخمینہ کیا تھا؟

(د) مذکورہ عمارت کی تکمیل کب تک مکمل ہونے کا امکان ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) 18۔جنوری2006تک عمارت کی تعمیر مکمل ہونا تھی لیکن اس تاریخ تک پورے فنڈز مہیانہ کئے گئے۔فنڈز کی فراہمی08-2007تک جاری رہی۔

Expenditure	Funds	Year
7.208	7.500	2004-05
7.425	7.500	2005-06
1.410	1.479	2006-07
0.348	0.500	2007-08
16.391	16.914	ٹوٹل

(ج) منصوبہ کی مالیت کا تخمینہ 15.992 ملین ایک کروڑ 59لاکھ92ہزار روپے تھا۔

(د) ہسپتال کی مرکزی عمارت مع ایک عدد رہائش برائے گریڈ17-16 اور چار عدد کوارٹرز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور یہ مورخہ 09-05-07 کو محکمہ صحت کے حوالے کر دی گئی ہیں۔بقیہ کام بوجہ عدم دستیابی فنڈز مکمل نہیں ہو سکا، کیونکہ مذکورہ سکیم سال09۔2008سے unfundedہے۔ اب اس کی تکمیل کے لئے نظر ثانی شدہ technical sanction سپرنٹنڈنگ انجینئر پراونشل بلڈنگز سرکل سرگودھا نے 2010۔01۔19 کو جاری کرکے بقیہ فنڈز مبلغ -/1,171,000روپے کے حصول کے لئے چٹھی بتاریخ 2010۔01۔21 جاری کر دی ہے۔فنڈز مختص ہونے کے دو ماہ کے اندر بقیہ کام مکمل کرکے محکمہ صحت کے حوالے کر دیا جائے گا۔

حافظ آباد/گوجرانوالہ سڑک کی تعمیر و مرمت

*2423: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد تا گوجرانوالہ روڈ کی لمبائی تقریباً 53 کلومیٹر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ روڈ کی پچھلے تقریباً 30 سال میں مکمل تعمیر نہیں ہوئی جس سے ٹریفک کو گزرنے میں بہت دشواری پیش آ رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ روڈ نئے سرے سے مکمل تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ تا حافظ آباد روڈ کی لمبائی 53 کلومیٹر ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک مکمل طور پر تعمیر نہیں کی گئی بلکہ گوجرانوالہ تا قلعہ دیدار سنگھ تک سڑک تقریباً 2003 تک مکمل کر دی گئی تھی۔

(ج) بوجہ کمی وسائل مکمل تعمیر کا منصوبہ اس سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

سیالکوٹ، محکمہ ہائی ویز کا بجٹ اور استعمال

*3007: رانا آصف محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران ضلع سیالکوٹ محکمہ پنجاب ہائی وے کو کتنی رقم سالانہ دی گئی؟

(ب) سال وار کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) سال وار کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت/ڈیزل/پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کن کن ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ ہوئی، تفصیل منصوبہ جات مع لاگت بیان کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) بابت سال 08۔2007 میں 749.67 ملین روپے اور سال 09-2008 میں 650.92 ملین روپے پراونشل ہائی وے ڈویژن سیالکوٹ کو فنڈز جاری کئے گئے۔

(ب) سال 08-2007 میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر 14.283 ملین روپے اور 09-2008 میں 14.819 ملین روپے اور ٹی اے/ڈی اے پر بتدریج 0.345 ملین روپے 0.451 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ج) گاڑیوں کی مرمت/پٹرول اور ڈیزل پر سال 08-2007 میں 0.500 ملین روپے اور مالی سال 09-2008 میں 0.173 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(د) ترقیاتی منصوبہ جات پر سال 08-2007 میں 674.95 ملین روپے اور سال 09-2008 میں 308.95 ملین روپے خرچ ہوئے۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سیالکوٹ، بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا بجٹ اور استعمال

*3008: **رانا آصف محمود:** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران ضلع سیالکوٹ محکمہ پنجاب بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو کتنی رقم سالانہ دی گئی؟

(ب) سال وار کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ج) سال وار کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت/ڈیزل/پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران کن کن ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ ہوئی، تفصیل منصوبہ جات مع لاگت بیان کریں؟

وزیر مواصلات وتعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں ایکسیئن پراونشل بلڈنگ ڈویژن کا دفتر 01-07-2008 کو معرض وجود میں آیا اور سال 09-2008 میں 434.209 ملین رقم فراہم کی گئی۔

(ب) سال 09-2008 کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر 4.500 ملین روپے اور ٹرانسفر ٹی اے پر 0.095 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔

(ج) سال 09-2008 کے دوران سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی اور پٹرول پر 0.428 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(د) سال 09-2008 کے دوران ترقیاتی منصوبہ جات پر کل 310.916 ملین روپے رقم خرچ ہوئی۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

سمن آباد چوک لاہور پر انڈر پاس کی تعمیر

*3045: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا حکومت چوبرجی تا چوک یتیم خانہ (ملتان روڈ) کی توسیع کرنے نیز سمن آباد چوک پر انڈر پاس بنانے کا پروگرام رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

یہ درست ہے کہ حکومت چوبرجی تا ٹھوکر نیاز بیگ (ملتان روڈ) کی بہتری و بحالی کے منصوبہ پر عملدرآمد کر رہی ہے۔ سمن آباد چوک انڈر پاس یا فلائی اوور پل جو ڈیزائن بھی فنی اور مالی اعتبار سے موزوں ہو ابنایا جائے گا۔ کنسلٹنٹ نیسپاک (NESPAK) اس پر تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ دیگر ضابطہ کی کارروائی (codal formalities) کی تکمیل کے ساتھ ہی تعمیر شروع ہو جائے گی۔

گوجرہ تا مرید والہ، سڑک کی تعمیر نو

*3313: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل گوجرہ سے مرید والہ سنگل رویہ سڑک کب بنائی گئی اور کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) مذکورہ سڑک کی کتنی مرتبہ مرمت کروائی گئی اور اس پر کتنا خرچہ آیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مذکورہ سڑک ضلع کونسل فیصل آباد نے مالی سال79-1978 میں تعمیر کی تھی جو مختلف حصوں میں تعمیر ہوئی۔لاگت کا صحیح اندازہ نہ ہے کیونکہ پراونشل ہائی وے پنجاب کے پاس ریکارڈ دستیاب نہ ہے۔

(ب) مذکورہ سڑک کی مرمت و دیکھ بھال (devolution plan 2001) کے بعد سے اب تک ضلعی حکومت ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ذمہ داری رہی ہے لہٰذا مرمت و خرچہ کا ریکارڈ ضلعی حکومت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پاس ہے۔

(ج) درست ہے کہ مذکورہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔

(د) مذکورہ سڑک کی کل لمبائی تقریباً28 کلو میٹر ہے۔جس میں سے حاجی محمد اسحاق ایم پی اے پی پی۔85 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سفارش پر جناب چیف منسٹر پنجاب نے16.50 کلو میٹر از گوجرہ (چک نمبر370 گ ب) سے لے کر چک نمبر248 گ ب تک کی کشادگی اور مضبوطی12 فٹ سے24 فٹ کی منظوری فرمائی ہے۔ جس پر کام مورخہ 23-06-09 سے جاری ہے۔اس کا تخمینہ125.480 ملین روپے ہے۔مالی سال09-2008 میں گورنمنٹ نے 30.000 ملین فنڈ مہیا کئے تھے جن میں سے 27.700 ملین خرچ ہوئے ہیں اور مالی سال10-2009 میں 40.000 ملین فنڈز رکھے گئے ہیں۔بقیہ فنڈز57.780 ملین اگر مالی سال10-2009 میں مل جائیں تو اس سڑک کا کام30-06-2010 تک مکمل ہو جائے گا۔بقیہ حصہ سڑک از کلو میٹر16.50 تا مرید والہ لمبائی 11 کلو میٹر کے لئے نظر ثانی شدہ تخمینہ لاگت بشمول 16.50 کلو میٹر سڑک مبلغ 225.887 ملین بحوالہ C.M directive محکمہ P&D کو مورخہ07-01-2010 کو بھیجا جا چکا ہے۔منظوری منصوبہ اور فنڈز ملنے پر بقیہ حصہ میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

علی پور چٹھہ سے گوجرانوالہ تک سڑک کی ٹوٹ پھوٹ کی تفصیلات

*3363: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علی پور چٹھہ سے گوجرانوالہ تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) متذکرہ سڑک کب بنائی گئی تھی نیز اس کے بنانے پر کل کتنا فنڈز خرچ ہوا تھا، تفصیل فراہم کریں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے اس وقت مذکورہ سڑک پر توسیع کا کام جاری ہے بہر حال محکمہ ہائی وے کی جانب سے کوشش ہے کہ ٹریفک میں کوئی خلل نہ آنے پائے۔

(ب) قبل ازیں مذکورہ سڑک سال 89-1988 کے دوران 10 فٹ سے 20 فٹ توسیع اور مضبوط کی گئی جس پر تخمینہ لاگت تقریباً ساڑھے سات کروڑ روپے ہوا تھا۔

(ج) مذکورہ سڑک کی توسیع 20 فٹ سے 24 فٹ کا کام مالی سال 06-2005 سے جاری ہے۔کل لمبائی 47.50 کلو میٹر میں سے 32 کلو میٹر (قادر آباد تا کلاسکے) پر کام مکمل ہو چکا ہے۔بقیہ حصہ پر کام تیزی سے جاری ہے انشاء اللہ کام رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

جی ٹی روڈ لاہور تا راولپنڈی پر ٹول پلازوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3378: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جی ٹی روڈ پر لاہور تا راولپنڈی کتنے ٹول پلازے ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام شہروں میں جہاں جہاں پر ٹول پلازے قائم ہیں ان کی ٹول فیس مختلف ہے؟

(ج) کیا حکومت تمام مقامات پر یکساں فیس لاگو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) جی ٹی روڈ پر لگائے جانے والے ٹول پلازہ کا تعلق نیشنل ہائی وے سے ہے اس کا تعلق پراونشل ہائی وے ڈیپارٹمنٹ پنجاب سے نہ ہے۔

(ب) پنجاب میں لگائے جانیوالے تمام شہروں میں پلوں پر ٹول فیس یکساں ہے تاہم سڑکات پر لگائے جانے والے ٹول ٹیکس کی فیس سڑک کی لمبائی اور کیفیت کو مد نظر رکھ کر لگائی جاتی ہے جو کہ یکساں نہ ہے۔

(ج) تمام پلوں پر ٹول پلازہ پر یکسانیت ہے۔ تاہم مری میں لگائے جانے والے ٹول پلازہ کی نوعیت مختلف ہے۔

تعمیراتی ٹھیکہ جات میں کمیشن کلچر کے فروغ کی تفصیلات

*3489: **جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعمیراتی ٹھیکہ جات میں ٹھیکیدار اور متعلقہ اہلکاروں کے درمیان مختلف مراحل میں مختلف ناموں سے سرکاری اہلکاروں کی کمیشن ایک ناگزیر حقیقت بن چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کرپٹ کمیشن کلچر ناقص تعمیرات کا سبب بن رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت حقیقی معنوں میں کمیشن کلچر کے خاتمے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں اس امر کا کوئی واضح ثبوت ریکارڈ پر نہ ہے۔

(ب) عمومی طور پر کام معیاری ہوتا ہے۔اس ضمن میں کسی قسم کی کوتاہی یا غفلت برداشت نہیں کی جاتی اور کوئی بات سامنے آئے تو ضابطہ کے تحت سخت کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) جز (الف) اور (ب) کی روشنی میں بے معنی ہے۔

رنگ روڈ کے متاثرین کے بقایا جات کی تفصیلات

*3498: محترمہ آمنہ الفت: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رنگ روڈ کے پہلے فیز کے 47 کلو میٹر کی تعمیر کے لئے مختلف علاقوں میں لوگوں کی ایکوائر کی پر جانے والی زمین کے بقایا جات کی ادائیگی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ب) پہلے فیز کے 17 پیکجز کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور کیا مذکورہ رقم خرچ ہو چکی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(ج) کب تک تمام متاثرین کو مکمل ادائیگی ہو جائے گی اور اس عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچنے میں کیا مشکلات در پیش ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) رنگ روڈ کے پہلے فیز کے 47 کلو میٹر کے لئے ماسوائے package 14 جس کا ایوارڈ ہفتہ رواں میں سنا دیا جائے گا۔باقی پیکج ہائے میں ایوارڈ سنا کر ادائیگی معاوضہ جاری ہے۔

(ب) پہلے فیز کے package 17 کے لئے کل 32.42 بلین روپے موصول ہوئے تھے جس میں سے 5.91 بلین روپے بذریعہ چھٹی نمبری PMU/LRRP/FN-08/7482 مورخہ 3-12-2008 ایکوائرنگ ڈیپارٹمنٹ نے واپس لے لئے باقی ماندہ 26.52 بلین روپے میں سے 16.75 بلین روپے کے ایوارڈ سنائے جا چکے ہیں۔جس میں سے 13.38 بلین روپے کی ادائیگی معاوضہ ہو چکی ہے اور باقی متاثرین کو اپنے تصدیقی ریکارڈ مہیا کرنے پر ادائیگی معاوضہ جاری ہے۔یعنی بقایا 9.77 بلین روپے کی رقم موجود ہے۔جس میں سے 14 package کا مکمل اور پیکج ہائے 15,11,9,4 اور 17 کی اضافی زمین کے ایوارڈ سنائے جانے باقی ہیں۔

(ج) حتمی طور پر یہ نہ کہا جا سکتا ہے کہ سب متاثرین کو کب تک ادائیگی معاوضہ ہو جائے گی، کیونکہ اس میں کچھ غیر حاضر مالکان اور کچھ ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو بیرون ملک مقیم ہیں ان لوگوں نے کب وصولی معاوضہ کے لئے آنا ہے معلوم نہ ہے۔گورنمنٹ کی طرف سے ادائیگی معاوضہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہے۔

لاہور قصور روڈ کی تعمیر کی تفصیلات

*3525: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور قصور روڈ 2006 میں شروع کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روڈ کی تعمیر پر اربوں روپے کی لاگت آچکی ہے مگر تاحال تعمیر مکمل نہ ہو سکی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر کو مکمل کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو مرتبہ ڈیڈ لائن دی تھی مگر پھر بھی سڑک مکمل نہ ہو سکی کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور قصور روڈ مئی 2005 میں شروع کی گئی تھی۔

(ب) اس سڑک پر اب تک 971.788 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) درست ہے جبکہ ٹھیکیدار کی طرف سے بروقت منصوبہ مکمل نہ کرنے پر اس کا ایگریمنٹ منسوخ کر دیا گیا ہے جبکہ اسی ٹھیکیدار کے تخمینہ لاگت پر کام کروانے کی منصوبہ بندی جاری ہے۔

حلقہ پی پی۔236 میلسی کچی سڑکوں کو پختہ کرنے کا مسئلہ

*3530: **جناب طاہر اقبال چودھری**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔236 تحصیل میلسی میں کتنی پختہ اور کتنی کچی سڑکیں ہیں ان کے نام اور لمبائی کتنی ہے؟

(ب) کیا کچی سڑکوں کو پختہ کرنے کے لئے حکومت آئندہ بجٹ میں کوئی رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) حلقہ پی پی۔236 تحصیل میلسی میں نہ ہے۔یہ حلقہ تحصیل وہاڑی میں ہے۔

1۔ حلقہ پی پی۔236 وہاڑی میں محکمہ پراونشل ہائی وے کے پاس farm to market road (FMR) روڈز کی کل لمبائی 6.26 کلو میٹر ہے۔تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

(i) از اڈا پیپل تا چک نمبر WB/38، لمبائی 3.00 کلو میٹر

(ii) از وہاڑی میاں چنوں روڈ تا چک نمبر EB/224، لمبائی ایک کلو میٹر

(iii) از چک نمبر EB/200 تا چک نمبر EB/190 براستہ کل سیراں، لمبائی 1.50 کلو میٹر

(iv) از چک نمبر EB/196 (گرلز پرائمری سکول)، لمبائی 0.76 کلو میٹر۔

2۔ تمام رابطہ کچی سڑکیں پختہ ہو چکی ہیں۔تاہم بقیہ کچی سڑکات کا ریکارڈ پراونشل ہائی وے سب ڈویژن وہاڑی میں موجود نہ ہے۔

(ب) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں آئندہ بجٹ سال 11-2010 میں سردست اس حلقہ پی پی۔236 میں کسی بھی سڑک کو پختہ کرنے کی تجویز اور رقم زیر غور نہ ہے۔

محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے ملازمین کے سکیل ریوائز کرنا

*3621: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے مورخہ 10-09-2007 کو سکیل ایک سے پانچ تک کے ملازمین کے گریڈ ریوائز کئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ڈسٹرکٹ راولپنڈی اور اٹک کے مکینیکل سیکشن میں کام کرنے والے سکیل ایک سے پانچ تک کے ملازمین اور ضلعی حکومت کے ماتحت ملازمین کے سکیل ریوائز کر دیئے گئے ہیں اور ان کو ادائیگی بھی ہو رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اضلاع میں محکمہ مواصلات و تعمیرات پروانشل ہائی وے اور پروانشل بلڈنگ ڈویژن میں کام کرنے والے ملازمین کے سکیل ریوائز نہیں کئے گئے؟

(د) حکومت کے احکامات پر عملدرآمد کرتے ہوئے کب تک ان حقدار ملازمین کے سکیل ریوائز کردیئے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ سابق حکومت نے مورخہ 10-09-2007 کو سکیل ایک سے پانچ تک کے ملازمین کے گریڈ ریوائز کئے تھے۔

(ب) درست ہے کہ سکیل ایک تا 5 کے ملازمین مکینیکل سیکشن کے ریوائز سکیل ہو گئے ہیں اور انہیں ادائیگی بھی ہو رہی ہے۔

(ج) پراونشل ہائی وے ڈویژن راولپنڈی اور پراونشل بلڈنگ ڈویژن اٹک کے تمام ملازمین کے سکیل ریوائز کردیئے گئے ہیں۔

(د) حکومت کے احکامات پر مکمل عملدرآمد کرتے ہوئے مواصلات و تعمیرات میں حقدار ملازمین کے سکیل ریوائز کردیئے گئے ہیں۔

چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی دورویہ تعمیر

*3732: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کب تعمیر ہوئی اور اس کا تخمینہ لاگت کیا تھا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا سڑک پر ٹریفک کا دباؤ ہونے کی بناء پر سڑک کو دورویہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو چنیوٹ سے سرگودھا تک بھی دورویہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) چنیوٹ فیصل آباد روڈ کی اصلاح و کشادگی سال 1975 اور سال 1981-82 میں کی گئی۔ اس پر لاگت 28.327 ملین روپے آئی۔ سڑک کا فیصل آباد تا کماپور حصہ FDA نے

سال 99-1998 میں دو رویہ کر دیا جبکہ 10-2009 میں اس حصہ میں FDA نے 3 لین دو رویہ سڑک کا کام کیا۔

(ب) سڑک مذکورہ کو دورویہ تعمیر کرنے کا سر دست کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

(ج) چنیوٹ سرگودھا روڈ کو دو رویہ تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

سیال موڑ پھالیہ روڈ کی ناقص تعمیر

*3735: چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیال موڑ پھالیہ روڈ ضلع سرگودھا کی تعمیر کتنی لاگت سے کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک مذکورہ میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کی تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) سیال موڑ، پھالیہ روڈ کی تعمیر پر اب تک 1090.215 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ مزید یہ کہ پھالیہ سے احمد نگر تک اس سڑک کی کل لمبائی 101.10 کلو میٹر ہے اور یہ سات packages پر مشتمل ہے جس میں سے چھ پر کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ ایک packages (بجانب سیال موڑ، احمد نگر) ٹھیکیدار کی نااہلی کی وجہ سے نامکمل ہے تاہم پرانے ٹھیکیدار کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے کے بعد پیکج ایک دوسرے ٹھیکیدار کو الاٹ کر دیا گیا ہے جس نے موقع پر کام کا آغاز کر دیا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ کیونکہ سڑک مذکورہ کی تعمیر supervisory consultant کی زیر نگرانی کروائی گئی ہے اور ان کی تصدیق کے مطابق تمام میٹریل مقرر کردہ تصریحات کے مطابق استعمال ہوا ہے اور کہیں کوئی ٹوٹ پھوٹ نہ ہے اس لئے یہ سڑک ہر طرح کی ٹریفک کے لئے کامیابی سے زیر استعمال ہے۔

(ج) جواب اثبات میں نہ ہے۔

سال 2009-10، ساؤتھ اور نارتھ زونز کے لئے رقم مختص کرنے کے تناسب کی تفصیلات

*3780: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 2009-10 میں محکمہ مواصلات میں فنڈز کی تقسیم South اور North زون کے لئے رقم مختص کرنے کا تناسب کیا ہے؟

(ب) South زون کے لئے مالی سال 2009-10 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس زون میں فیصل آباد کے لئے کتنی رقم مختص ہے اور باقی اضلاع کے لئے کتنی رقم مختص ہے؟

(ج) کیا حکومت South زون کے باقی اضلاع کے لئے مزید کتنی رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

ساؤتھ زون

(الف) مالی سال 2009-10 میں کل بجٹ 38623.948 ملین روپے تھا جبکہ ساؤتھ زون کو اس کا 37.61 فیصد اور نارتھ زون کو 62.39 فیصد دیا گیا۔

(ب) South زون کے لئے مالی سال 10-2009 میں 7435.511 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ فیصل آباد سول ڈویژن کے لئے 1638.809 ملین رقم مختص کی گئی ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

-1	ضلع فیصل آباد	927.892 ملین روپے
-2	ضلع جھنگ	458.187 ملین روپے
-3	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	194.919 ملین روپے
-4	ضلع چنیوٹ:	57.810 ملین روپے
	میزان:	1638.808 ملین روپے

(ج) صوبائی حکومت South زون کے باقی اضلاع کو مزید رقم وفاقی حکومت سے بجٹ ملنے پر دے گی۔

بائی پاس بہاولنگر، تعمیر کی لاگت

*3782: جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بائی پاس بہاولنگر کب اور کتنی لاگت سے تعمیر ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ بائی پاس اس وقت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور ناقابل استعمال ہے؟

(ج) کیا حکومت اس کی ازسرنو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) اس مد میں تحریر ہے کہ بہاولنگر بائی پاس روڈ جون 2008 میں مکمل ہوئی تھی، اس کی تعمیر پر بشمول رقم حصول اراضی مبلغ 298.131 ملین روپے خرچ ہوئی تھی۔

(ب) تعمیر کے بعد بائی پاس میں کچھ نقائص پیدا ہوئے جو متعلقہ ٹھیکیداران نے اپنے خرچہ پر درست کر دیئے اس وقت یہ سڑک زیر استعمال ہے اور اس پر ٹریفک رواں دواں ہے اور کسی بھی قسم کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔

(ج) یہ سڑک مکمل طور پر قابل استعمال ہے اور ازسرنو تعمیر کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

کبیر والا تا جھنگ براستہ پل باگڑ روڈ کی از سر نو تعمیر

*3800: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کبیر والا تا جھنگ براستہ پل باگڑ روڈ انتہائی خستہ حالی کا شکار ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو جلد از جلد تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) کبیر والا تا جھنگ براستہ پل باگڑ کے 47 کلومیٹر (کلومیٹر 66.00 تا کلومیٹر 113.00) ضلع خانیوال میں واقع ہے سڑک ہذا کا ٹکڑا از کلومیٹر نمبر 72.50 تا کلومیٹر 78.50 (لمبائی 5 کلومیٹر) اور 111.00 تا 113.000 (لمبائی 2.00 کلومیٹر) خستہ حالت میں ہے جبکہ بقیہ سڑک بہتر ہے۔ جس کی مناسب مرمت و دیکھ بھال کی جا رہی ہے اور مسافروں کو اس حصہ میں کوئی تکلیف نہ ہے۔

(ب) سڑک ہذا کے خراب حصہ کی از سر نو تعمیر پراجیکٹ انجینئرنگ سیل لاہور کے زیر نگرانی شروع ہے جو کہ جلد پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

قصور، لاہور، فیروز پور روڈ کی لاگت کا تخمینہ و دیگر تفصیلات

*3808: **محترمہ شگفتہ شیخ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قصور لاہور فیروز پور روڈ کی لاگت کا تخمینہ کیا تھا اور کب تک اس سڑک کو مکمل کرنا تھا؟

(ب) اس سڑک پر گزشتہ کئی ماہ سے کام بند ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟

(ج) کیا ٹھیکیدار وقت مقررہ پر کام کرنے کا پابند نہیں، اگر اس نے وقت مقررہ پر سڑک مکمل نہیں کی تو محکمہ نے اس کے خلاف کیا قدم اٹھایا ہے؟

(د) قصور دیپالپور روڈ کا تخمینہ کیا تھا اور کب تک اس کو مکمل کرنا تھا؟

(ہ) کیا قصور رائیونڈ روڈ کی توسیع کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) قصور لاہور فیروز پور روڈ کا کام تین گروپوں میں شروع ہوا۔ گروپ نمبر2(کلومیٹر نمبر55.00 تا 26.65 کاہنہ قصور) تخمینہ لاگت 2102.889 ملین روپے تکمیل مدت 6ماہ (05/2006) گروپ نمبر 3(کلومیٹر نمبر68.10 تا 55.00 قصور تا گنڈا سنگھ والا) تخمینہ لاگت:545.274 ملین تکمیل مدت 6ماہ(06/2006)

(ب) ٹھیکیدار (گروپ نمبر2 کام مذکورہ مدت میں مکمل نہ کر سکا اور چند وجوہات کی بناء پر مدت تکمیل(09/2008) تک بڑھادی گئی لیکن پھر بھی کام مکمل نہ ہوا تو محکمہ ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کی مگر پھر بھی کام مکمل نہ ہوا تو محکمہ نے ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کی مگر ٹھیکیدار لاہور ہائی کورٹ میں محکمہ کے خلاف کیس کر دیا جس کی وجہ سے کام بند رہا جبکہ گروپ نمبر3 کام تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔

(ج) معاہدہ کے مطابق ٹھیکیدار وقت مقررہ پر کام مکمل کرنے کا پابند ہے تاہم وجوہات جو جز(ب) میں واضح کی گئیں اس کے تحت کام بند رہا جو کہ دوبارہ پنجاب حکومت کے حکم پر ستمبر2009 کو اسی ٹھیکیدار نے کام شروع کر دیا اور نئے معاہدہ کے مطابق مذکورہ کام موقع پر زیر تکمیل ہے جو کہ مستقبل قریب میں مکمل ہو گا۔

(د) قصور دیپالپور روڈ کا تخمینہ لاگت 3861.575 ملین روپے ہے اور ضلع قصور میں کلومیٹر نمبر 0.00 تا60.10 تک کام الاٹ کیا گیا جس کو ستمبر2010 تک مکمل ہونا ہے جبکہ ضلع اوکاڑہ میں کلومیٹر نمبر60.10 تا101.30 تک کا کام فنڈز کی عدم دستیابی کے باعث ابھی الاٹ نہ ہوا ہے جو فنڈز موصول ہونے پر18 ماہ میں مکمل ہو گا۔

(ہ) قصور رائیونڈ روڈ کی توسیع کا کوئی منصوبہ تاحال زیر غور نہ ہے۔

لاہور میں گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ میں صاف پانی کی فراہمی

*3817: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور سرکاری ملازمین کی کالونی میں رنگدار اور گدلا پانی فراہم کیا جارہا ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف خطرناک بیماریاں جنم لے رہی ہیں، اگر ہاں تو حکومت کب تک اس مسئلے کو حل کرنے کو تیار ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالونی میں نئی ٹینکی کو تعمیر کئے ہوئے دو سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کو چالو نہیں کیا گیا اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں اور یہ کب تک چالو کر دی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور سرکاری ملازمین کی کالونی میں رنگدار اور گدلا پانی فراہم کیا جارہا ہے بلکہ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور میں سرکاری کالونی میں صاف پانی فراہم کیا جارہا ہے۔ فراہم کردہ پانی کی لیبارٹری کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ نئی ٹینکی کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور اس سے کالونی کو صاف پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

لاہور چنیوٹ روڈ اور چنیوٹ تا کماپور روڈ کی تعمیر
کو مکمل نہ کرنے کی تفصیلات

*3820: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنڈی بھٹیاں روڈ (لاہور چنیوٹ روڈ) لمبائی 38 کلومیٹر اور چنیوٹ تا کماپور روڈ لمبائی 22 کلومیٹر کی تعمیر کا ٹھیکہ نومبر 2006 میں دیا گیا تھا تو کس کمپنی کو اور کس تخمینہ پر؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جس کمپنی کو ٹھیکہ دیا گیا تھا اس نے آگے دوسری کنسٹرکشن کمپنی کو مذکورہ روڈ کی تعمیر کا کام دے دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار نے مقررہ مدت کے اندر پنڈی بھٹیاں روڈ صرف 15 کلو میٹر پر کام کیا اور بقیہ روڈ ادھورا چھوڑ دیا اور دوسری سڑک کی تعمیر شروع ہی نہ کی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے افسران اور ٹھیکیدار کی ملی بھگت سے مذکورہ سڑک کو مکمل نہ کیا گیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب مذکورہ سڑکوں کی تعمیر کا ٹھیکہ کسی دوسری کمپنی کو تین گنا اضافی لاگت پر دے دیا گیا جس سے محکمہ کے ذمہ داران افسران کی بدنیتی ظاہر ہوتی ہے؟

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑکوں پر اضافی آنے والی لاگت کے ذمہ داران سے اضافی رقم وصول کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ پنڈی بھٹیاں، چنیوٹ روڈ کی لمبائی تقریباً 38 کلو میٹر اور چنیوٹ تا کماپور کی لمبائی تقریباً 22 کلو میٹر کا ٹھیکہ نومبر 2006 میں دیا گیا تھا۔ ٹھیکیدار کا نام میسرز الخان کنسٹرکشن کمپنی ہے اور اس نے کام کا آغاز 6- نومبر 2006 کو موقع پر کر دیا تھا۔

(ب) سرکاری ریکارڈ کے مطابق الخان کنسٹرکشن کمپنی نے کسی دوسری کمپنی کو تعمیر کا کام نہیں دیا ۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ بلکہ ٹھیکیدار کی سست روی پر ایکشن لیتے ہوئے محکمہ کے مجاز افسران نے اکتوبر 2008 میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات حکومت پنجاب کو سفارش بھجوائی تھی کہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا جائے لیکن قانونی معاملات کو مد نظر رکھتے ہوئے ٹھیکیدار نے چیف منسٹر صاحب سے درخواست کی کہ اس کو کام مکمل کرنے کا موقع دیا جائے اور اصل معاہدہ کی شق نمبر 67.2 اور از روئے amicable settlement ٹھیکہ کو مکمل کرنے کی میعاد بڑھائی جائے۔ اس ضمن میں قانونی نقاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے ٹھیکیدار سے ایک نیا معاہدہ کیا۔ جس کے مطابق ٹھیکیدار کو مورخہ 2009-09-10 سے کام دوبارہ شروع کرنے کی اجازت دے دی۔

(ہ) درست نہ ہے کیونکہ یہ منصوبہ اس وقت بھی الخان کنسٹرکشن کمپنی اصل تخمینہ لاگت میں ہی مکمل کروا رہی ہے۔

(و) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے کیونکہ پرانا ٹھیکیدار اصل تخمینہ لاگت پر ہی کام کر رہا ہے۔

نونانوالی تالالہ موسیٰ براستہ برنالی ضلع گجرات سڑک کی تعمیر و مرمت

*3834: میاں طارق محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نونانوالی تالالہ موسیٰ براستہ برنالی (ضلع گجرات) سڑک کی از سر نو تعمیر اور کشادگی کا کام جاری ہے؟

(ب) یہ منصوبہ کتنی رقم کا ہے اور اس سڑک کے کتنے حصہ کی کشادگی اور از سر نو تعمیر کا کام ہونا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کا وہ حصہ جو پی پی۔112 میں واقع ہے پر کام ہو رہا ہے جبکہ اس سڑک کا وہ حصہ جو پی پی۔113 میں واقع ہے اس پر کام بالکل نہیں ہوا جبکہ اس سڑک پر کام کے آغاز افتتاحی تختی دونوں اطراف نصب شدہ ہے؟

(د) کیا حکومت اس سڑک پر آج تک خرچ کردہ رقم کی تحقیقات محکمہ انٹی کرپشن پنجاب کے ٹیکنیکل ونگ سے کروانے اور خورد برد کردہ رقم متعلقہ افسران و اہلکاران سے برآمد کروانے اور موقع پر کام کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ہاں جی! یہ درست ہے۔

(ب) اس منصوبہ پر مبلغ 159.708 ملین روپے خرچ ہوں گے اور 19.73 کلومیٹر لمبائی میں اس سڑک کو کشادہ اور از سر نو تعمیر کی جائے گی جس میں دینہ چک لنک بھی شامل ہے۔

(ج) یہ سکیم دو حلقوں یعنی پی پی۔112 اور پی پی۔113 میں واقع ہے۔ اس سڑک کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ کلومیٹر 0.00 تا 6.8 تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور

دوسرا حصہ کلومیٹر 6.8 تا 14.80 میں بھی کام جاری ہے جبکہ تیسرا حصہ کلومیٹر 14.80 تا 19.73 ابھی الاٹ نہیں ہوا۔

(د) کوئی خُورد بُرد نہیں ہوئی ہے۔

اوور ہیڈ برج، ٹھوکر نیاز بیگ، غیر معیاری تعمیر

*3927: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعمیر میں غیر ضروری عجلت کے باعث تیار شدہ ٹھوکر نیاز بیگ اوور ہیڈ برج ناقص مٹیریل اور غیر معیاری تعمیر کی وجہ سے جگہ جگہ سے غیر متوازن لیول کا منظر پیش کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پل ہذا پر گاڑیاں کافی جمپ لیتی ہیں جس کی وجہ سے الٹنے کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پل ہذا کے نیچے کے تمام راستے بند ہیں۔رائیونڈ روڈ سے ملتان چونگی جانے والی ٹریفک کو نہر کے ساتھ ساتھ موہلن وال کی طرف جا کر سات آٹھ کلومیٹر کا سفر زیادہ طے کرنا پڑتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ موہلن وال سے نہر کے ساتھ بننے والی سڑک کی تعمیر بھی دو ماہ سے ادھوری پڑی ہے؟

(ہ) کیا اس پل کی ناقص تعمیر، غیر معیاری مٹیریل کی باز پرس کی گئی ہے، اگر ہاں تو مکمل تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے اگر جواب طلبی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) نیسپاک کنسلٹنٹ کے تیار کردہ / منظور شدہ ڈیزائن اور زیر نگرانی بہترین تعمیر کی گئی ہے۔
(ب) درست نہ ہے۔
(ج) ٹریفک کے بہترین بہاؤ اور حادثات سے بچاؤ کے مدنظر تمام انتظامات درست ہیں۔
(د) ٹھیکیدار کی سست روی کی وجہ سے ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا ہے دوبارہ ٹھیکہ دینے کی بابت کام جاری ہے۔
(ہ) مٹیریل درست استعمال کیا گیا ہے لہذا باز پُرس کی ضرورت نہ ہے۔

سرگودھا میں پھاٹک تا کوٹ مومن روڈ کی تعمیر

*4005: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا روڈ پھاٹک تا کوٹ مومن بشمول کوٹ مومن بائی پاس سڑک کی تعمیر کی گئی ہے، اگر ہاں تو کب؟
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک تعمیر کے کچھ عرصہ بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی؟
(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کی غیر معیاری تعمیر پر کسی کو انکوائری کرنے کے لئے نامزد کیا گیا، اگر ہاں تو کس کو اور کب، آیا انکوائری ٹیسٹنگ ٹیم کی رپورٹ موصول ہو گئی ہے، اگر ہاں تو کب اور اس پر کیا ایکشن لیا گیا ہے۔ تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):
(الف) سرگودھا 33 پھاٹک تا کوٹ مومن جس کی لمبائی 32.60 کلومیٹر بشمول کوٹ مومن بائی پاس ہے۔ یہ سڑک جون 2006 میں مکمل ہوئی۔
(ب) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ سڑک تعمیر کے کچھ عرصہ بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔ 33 پھاٹک تا کوٹ مومن سڑک کا 4 کلومیٹر حصہ جو کوٹ مومن بائی پاس کہلاتا ہے اس کی تعمیر ہجن مائنر کے ساتھ ساتھ ہوئی ہے اس مائنر کی پختگی اور لائننگ سڑک بننے کے بعد کی گئی اور پانی کی diversion سڑک کے ساتھ بنائی گئی اس طرح کچھ جگہ سے پانی سڑک میں

داخل ہونے کی وجہ سے کچھ جگہوں پر سڑک ٹوٹ گئی تھی تاہم سڑک کو درست کرالیا گیا تھا۔

(ج) ڈائریکٹر روڈ ریسرچ اینڈ میٹریل ٹیسٹنگ انسٹیٹیوٹ لاہور کو ستمبر2008میں پروب آفیسر مقرر کیا گیا اور اس کی رپورٹ2008-10-10کو موصول ہوئی جس کی روشنی میں سڑک کی دوبارہ مرمت کا کام کیا جارہا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ریلوے کراسنگ منکیالہ راولپنڈی پر اوورہیڈ پل کی تعمیر

10:راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریلوے کراسنگ منکیالہ ضلع راولپنڈی پر اوورہیڈ پل تعمیر کیا جارہا ہے؟

(ب) اس اوورہیڈ پل پر کل کتنی لاگت آئے گی؟

(ج) اس کا ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا تھا اور اس نے اس پل کی تعمیر کتنی مدت میں مکمل کرنی تھی؟

(د) اب اس کی تعمیر کب تک مکمل کرلی جائے گی، تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ریلوے کراسنگ منکیالہ ضلع راولپنڈی پر اوورہیڈ پل کی تعمیر کا کام جون2009میں مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) منکیالہ اوورہیڈ پل پر کل195.062ملین روپے کی لاگت آئی۔

(ج) اس پل کا ٹھیکہ ''سرور اینڈ کمپنی پرائیویٹ لمیٹڈ'' کو26-03-07کو دیا گیا۔شیڈول کے مطابق یہ کام25-03-08کو مکمل ہونا تھا لیکن کئی ایک ناگزیر وجوہات کی بناء پر پراجیکٹ کی تکمیل میں تاخیر ہوئی اور بالآخر یہ پراجیکٹ جون2009میں مکمل کر دیا گیا۔

(د) جیسے پہلے بتایا جاچکا ہے کہ یہ منصوبہ جون2009میں مکمل کیا جاچکا ہے۔

مانانوالہ سے ننکانہ صاحب روڈ کی تعمیر

52: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مانانوالہ سے ننکانہ صاحب روڈ پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ب) اس سڑک کا ڈیزائن کس نے تیار کیا، اور اس کی آرائش و زیبائش اور پودوں پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) یہ سڑک کس ٹھیکیدار کے ذریعے تعمیر کی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) مانانوالہ سے ننکانہ صاحب سڑک کی تعمیر پر 351.390 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) اس سڑک کا ڈیزائن محکمہ کے ذیلی ادارے روڈ ریسرچ اور پل کا ڈیزائن برج ڈائریکٹوریٹ نے تیار کیا۔اس کی آزائش و زیبائش اور پودوں پر کوئی رقم محکمہ نے خرچ نہیں کی۔

(ج) سڑک میسرز حسنین کو ٹیکس لمیٹڈ اور پل میسرز غلام رسول اینڈ کمپنی نے مکمل کیا۔

پی پی۔286 رحیم یار خان کی سڑکوں کی تفصیلات

66: قاضی احمد سعید: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔286 رحیم یار خان میں سال 2003 تا 2007 سڑکوں کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی، سال وار تفصیل بتائی جائے؟

(ب) مختص کی گئی رقم کن ٹھیکیداروں کے ذریعے خرچ کی گئی تھی، ہر ایک منصوبہ کی الگ الگ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) حلقہ پی پی۔286 ضلع رحیم یار خان کی حدود پر اونشل ہائی وے ڈویژن رحیم یار خان کے لئے سال 2003 تا 2007 کے دوران میں کل۔/31300000 روپے مختص کئے گئے۔سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

مالی سال 06-2005 کے دوران ۔/13700000 روپے

مالی سال 07-2006 کے دوران -/17683000 روپے

(ب) سال وار مختص کی گئی رقم جن ٹھیکیداروں کے ذریعے خرچ کی گئی تھی، ہر ایک منصوبہ کی الگ الگ تفصیل درج ذیل ہے:-

سال وار تفصیل

نام سڑک	نام ٹھیکیدار	2003-04	2004-05	2005-06	2006-07
تعمیر روڈ الہ آباد خان بیلہ روڈ کلومیٹر نمبر KLP-13 روڈ ڈیرہ جٹاں براستہ بستی سیال بستی غلام محمد ارائیں لمبائی 5.40 کلومیٹر	الیاس شاہد، رحیم یار خان	--	--	52 لاکھ روپے	88 لاکھ 24 ہزار روپے
تعمیر سڑک پل ڈفلی کبیر خان تا RD-50 پنجند کینال ساتھ ساتھ L/4 مائینر لمبائی 4.40 کلومیٹر	ایسوسی ایٹس انجینئر کنسٹرکشن کمپنی، رحیم یار خان	--	--	60 لاکھ روپے	88 لاکھ 59 ہزار روپے
تعمیر سڑک منچن برانچ تا حبیب آباد تا موری رنداں لمبائی ایک کلومیٹر	عرفان یسین، رحیم یار خان	--	--	25 لاکھ روپے	--
	ٹوٹل:-	--	--	ایک کروڑ 37 لاکھ	ایک کروڑ 76 لاکھ 83 ہزار روپے

شاہکوٹ جڑانوالہ روڈ کی تعمیر و مرمت

189: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شاہکوٹ جڑانوالہ روڈ کا منصوبہ کب شروع ہوا اور کس ٹھیکیدار کے ذریعے شروع ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شاہکوٹ سے چک نمبر 17 گ،ب کا حصہ ابھی تک نامکمل ہے اور انتہائی خستہ حال ہے؟

(ج) یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو گا، اس کی تاخیر کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) شاہکوٹ جڑانوالہ روڈ کا منصوبہ دو مختلف گروپوں میں درجہ ذیل تاریخوں اور ٹھیکیداروں کے ذریعے شروع ہوا:۔

گروپ نمبر1:	کلومیٹر نمبر0.00 تا15.42، لمبائی15.42 کلومیٹر
تاریخ اجراء:	30.11.2004 ٹھیکیدار: ایم ایس رائل کنسٹرکشن کمپنی
گروپ نمبر:2	کلومیٹر نمبر15.42 تا27.96، لمبائی12.54 کلومیٹر
تاریخ اجراء:	30-12-2004، ٹھیکیدار: ایم ایس کنسٹرکشن کمپنی

(ب) یہ درست ہے کہ شاہ کوٹ سے چک نمبر17 گ،ب کا کچھ حصہ نامکمل ہے اور اس کی حالت بھی اچھی نہ ہے۔

(ج) یہ منصوبہ سال09-2008 سے فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے التواء میں پڑا ہوا ہے۔40 لاکھ روپے فنڈز مہیا کر دیئے جائیں تو یہ منصوبہ 30۔جون تک مکمل ہو جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر2077 بڑا اہم ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ next آئے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! چونکہ اب یہ dispose of ہو گیا ہے اس لئے دوبارہ نہیں آسکے گا تو میری یہ درخواست ہے کہ اس اہم سوال میں خاصی رقم حکومت کی خرچ ہو چکی ہے اور عمارت نامکمل چھوڑ دی گئی ہے۔ منسٹر صاحب اسے ذرا دیکھ لیں تو مہربانی ہو گی۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی موضوع سے متعلقہ ایک اہم معاملہ ہے تو میں آپ کی توجہ اس order کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ چیف انجینئر پنجاب بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اس کی تفصیل آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کس کی تفصیل؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اسی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ایک order ہے جس کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اور سب انجینئر شہزاد وحدت روڈ پچھلے دو سال سے اپنے پاس رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ منسٹر صاحب سے آ کر مل لیں اور ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! وقفہ سوالات کا ایک گھنٹہ ہوتا ہے اور آج پونے بارہ بجے یہ شروع ہوا تھا اور ابھی بھی ایک منٹ باقی ہے لیکن آپ نے یہ ختم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ آپ اپنی گھڑی کو ٹھیک کریں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میری گھڑی ٹھیک ہے آپ اپنی گھڑی ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر: میری گھڑی ٹھیک ہے اور مجھے پتا ہے جب میں نے وقفہ سوالات شروع کیا۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ کی عینک کا نمبر تبدیل ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ اپنے والی مجھے لا دیں میں وہ لے لیتا ہوں۔

معزز اراکین: جناب سپیکر! انہیں آپ سے اس انداز سے مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: آپ ایسی باتوں سے اجتناب کریں۔ اب جناب اعجاز احمد خان صاحب مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ تحریک پیش کریں۔

مسودات قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب نمبر 15، 17 مصدرہ 2008 اور نمبر 26 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said rules;

"1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Chaudhary Aamar Sultan Cheema MPA, PP-32

2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA, W-356; and

3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 26 of 2009) moved by Chaudhary Muhammad Asad Ullah MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-3-2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said rules;

"1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Chaudhary Aamar Sultan Cheema MPA, PP-32

2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17 of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA, W-356; and

3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 26 of 2009) moved by Chaudhary Muhammad Asad Ullah MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون وپارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-3-2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

The notice of motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under rule 244-A of the said rules;

"1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008) moved by Chaudhary Aamar Sultan Cheema MPA, PP-32

2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 17

of 2008) moved by Mrs Amna Ulfat MPA, W-356; and

3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No 26 of 2009) moved by Chaudhary Muhammad Asad Ullah MPA, PP-106

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-3-2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! گھڑی دیکھ لیں پھر کہیں گے کہ آپ کی گھڑی صحیح نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ بزرگ ہیں اس لئے میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن براہ مہربانی آپ اپنی عینک کا نمبر ڈاکٹر سے ضرور چیک کروایئے گا۔

جناب سپیکر: اچھا۔ اگر میں نے بات کی تو پھر خرابی ہو جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا سپیکر کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ اپنی عینک ٹھیک کر لیں؟

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، کیوں کوئی بات نہیں؟

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے بھائی عامر سلطان چیمہ صاحب سے request کروں گا کہ انہوں نے جو الفاظ آپ کے متعلق بولے ہیں وہ واپس لیں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔یہ بات چھوڑ دیں، کوئی بات نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں محکمہ خوراک سے متعلق ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل محکمہ خوراک کی طرف سے مختلف ملوں کو گندم کی سپلائی دی جا رہی ہے جبکہ مجھے پتا چلا ہے کہ رحیم یار خان میں discrimination ہو رہی ہے crisis during the عمر فلور مل نے حکومت کو آٹا مہیا کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کسی اور موقع پر ایسی بات کریں کیونکہ منسٹر صاحب نہیں ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ اپنے کمرے میں سن لیں گے۔عمر فلور مل پچھلے آٹھ دس مہینوں سے حکومت کو آٹا سپلائی کرتی رہی ہے جب کوئی دوسری مل حکومت کو سپلائی دینے کے لئے تیار نہیں تھی کیونکہ اسے خسارہ پڑتا تھا اب جبکہ سیزن شروع ہوا ہے تو اس مل سے اس کا وہ حق لے کر کسی اور کو سیاسی بنیادوں پر یا کسی اور وجہ سے دے دیا گیا ہے۔میری یہ گزارش ہے کہ کوٹے کی تقسیم پنجاب میں ضلع رحیم یار خان میں discrimination کی بنیاد پر نہیں بلکہ برابری کی بنیاد پر ہونی چاہئے اور مجھے پورا یقین ہے کہ حکومت اس کا نوٹس لیتے ہوئے اس کی rectification کرے گی۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔جناب سپیکر! ضلع سرگودھا میں پہاڑوں کو توڑ کر پورے پنجاب میں پتھر سپلائی کیا جاتا ہے۔مملکت پاکستان کو دہشت گردی کے موجودہ حالات کے پیش نظر وہاں پر استعمال ہونے والا explosive بالکل بند کر دیا گیا ہے لیکن وہاں کی مارکیٹ کے crushers مزدوروں اور تمام crusher owners اور lease holders نے کوشش کر کے اپنی کتابیں تیار کر کے وہاں پہاڑیوں میں explosive استعمال کرنے کے لئے provide کیا جاتا تھا لیکن پچھلے تین

ہفتوں سے وہاں پر تمام ڈائنامائیڈ وغیرہ بند کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے اس وقت پہاڑیوں کو توڑنے کا کاروبار مکمل طور پر بند ہو گیا ہے جس کی وجہ سے سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر اور خاص طور پر سرکاری عمارتوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والے crushing اور روڑہ، بجری کی سپلائی آج سے سرگودھا میں مکمل بند ہو گئی ہے۔ میں حکومت پنجاب کی اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس وقت وہاں پر لاکھوں مزدور، پہاڑیوں کے مالکان، گاڑیوں کے ڈرائیور اور ٹرک مالکان بے روزگار ہو گئے ہیں۔ میری پنجاب حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی طرف فوری طور پر action لے اور آپ بھی ruling pass فرمائیں تاکہ یہ لوگ بے روزگاری سے بچ سکیں اور ان کا کاروبار جاری رہ سکے اور پنجاب حکومت کی سرکاری سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر کے حوالے سے تمام معاملات بھی چلتے رہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: حافظ میاں نعمان مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حافظ میاں محمد نعمان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP 181
>
> کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP 181
>
> کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 308 of 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP 181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چودھری عامر سلطان چیمہ مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔مارچ 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران ہوں، چاہے اقتدار کے معزز ممبران ہوں ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ آپ کی عزت کا خیال رکھیں کیونکہ آپ ہمارے Custodian ہیں۔ جب ہم آپ کی عزت کا خیال نہیں رکھیں گے تو آپ ہماری عزت اور ہمارے حقوق کے Custodian کیسے بن سکتے ہیں؟ میری گزارش ہے کہ عامر چیمہ صاحب نے جو بات کی ہے وہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں وہ نہیں کہنے چاہئیں تھے۔ اگر آپ نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہے تو یہ آپ کی greatness ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان الفاظ کو کم از کم کارروائی سے حذف کروا دیں کیونکہ آپ کے متعلق یہ الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہئیں۔ ہم آپ کی عزت کریں گے تو آپ ہماری عزت کروا سکیں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ میری عزت ہو اور میں آپ کی عزت ہوں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے کہ ہماری خواتین ایم پی ایز کے ہوسٹل کا مسئلہ واقعی بہت زیادہ گھمبیر ہے۔ اس سلسلے میں آپ بارہا شفقت بھی فرماتے رہتے ہیں اور ممبران کی طرف سے پرزور شکایت بھی کی جاتی رہی ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہمارے معزز ممبر شیخ علاؤالدین نے اس سلسلے میں جو تجویز دی ہے وہ یقینی طور پر قابل عمل ہے۔ نرسنگ ہوسٹل اس کے بالکل قریب ہے اور یہاں conveyance کا مسئلہ بھی اتنا زیادہ نہیں رہے گا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے ان کو ٹائم دیا ہے، میں ان سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ بہرام!

محترمہ فوزیہ بہرام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ جس طرح سے شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا ہے اس طرح خواتین کا بہت بڑا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ میں 1988 سے پہلے بھی اس ہاؤس کی ممبر رہی ہوں۔ شادمان کے قریب ایک سرکٹ ہاؤس تھا اس میں سارے ایم پی ایز ٹھہرتے تھے لیکن اب وہ سرکٹ ہاؤس بھی اٹھا کر کسی ہوٹل کو دے دیا گیا ہے۔ میری گزارش ہوگی کہ وزیر صاحب اس کو بھی واپس لیں تاکہ خواتین کے ساتھ ساتھ male ممبران کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے میری بہن نے ابھی کہا ہے کہ نرسنگ ہوسٹل میں ایک floor ایم پی اے خواتین کے لئے مختص کیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بہتر بات ہے۔ میرے پاس بھی کوئی کمرہ نہیں ہے اور میرے خیال میں کسی خاتون کے پاس بھی کوئی کمرہ نہیں ہے۔ اگر وزیر صاحب اس کو مختص کر دیں تو خواتین کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کریں گے کیونکہ اب تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو بات ابھی ہاؤس میں کی گئی ہے آپ مہربانی فرما کر کوئی ٹائم مقرر کر لیں۔ اس سلسلے میں شیخ علاؤالدین کو بھی بلا لیں اور ہم بھی حاضر ہو جائیں گے۔ یہ جتنی جلدی ہو جائے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اس پر workout کر لیں۔ انہوں نے بڑی اچھی offer کی ہے---

جناب سپیکر: ہم انشاءاللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کل 2:00 بجے بیٹھیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے صبح دو وقوعے بتائے تھے ایک خوشاب اور دوسرا LEFCO والا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ جب لاء منسٹر صاحب آجائیں گے پھر بات کرنا۔ اب لاء منسٹر صاحب آگئے ہیں تو میری گزارش ہے کہ اب اس پر بات ہو جائے۔

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں طارق محمود صاحب! لاء منسٹر صاحب کو ذرا بات کرنے دیں۔ لاء منسٹر صاحب! رانا صاحب کی بات سنیں۔ جی، رانا صاحب!

انٹی کرپشن میں محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے افسران کے خلاف بغیر تحقیق مقدمہ کا اندراج اور لیفکو کے عملہ کا صاحبزادہ فضل کریم، ایم این اے کے سکواڈ پر تشدد

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آپ سے دو وقوعے کے متعلق گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک واقع جو ضلع خوشاب میں ہوا۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اقتدار ایوان میں تشریف لائے
تو معزز ممبران نے شیر، شیر کے الفاظ کہہ کر ان کا استقبال کیا)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ ضلع خوشاب میں ایک وقوعہ پیش آیا جہاں پر ایک ایکسیئن، ایک ایس ڈی او اور ایک او آر سی آر کے خلاف انٹی کرپشن میں پرچہ ہوا اس کے اندر تین چیزیں غور طلب ہیں نمبر 1 کہ پرچہ بغیر تحقیقات کے ہوا، نمبر 2 ان افسروں کو انٹی کرپشن تھانے کی بجائے ایک عام تھانے کی حوالات میں رکھا گیا اور سب سے دکھ والی بات یہ ہے کہ ڈی پی او خوشاب رات کو آکر ان افسروں کو باہر نکال کر اور ان کو برہنہ کر کے اس نے ذاتی طور پر ان کے اوپر تشدد کیا تو میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس وقوعہ کا نوٹس لیں اور تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کریں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی دوسرا وقوعہ جو بہت زیادہ اہم ہے وہ کل صاحبزادہ فضل کریم کے ساتھ پیش آیا۔ ان کے ساتھ تین پولیس کی escort گاڑیاں تھیں جب وہ ٹول پلازہ سے گزرنے لگے، پولیس کی گاڑی گزر گئی تو اس آدمی نے بیریئر کا ڈنڈا پھینک دیا اور صاحبزادہ فضل کریم صاحب کی گاڑی حادثہ سے بال بال بچی اور پیچھے سے escort گاڑی آکر لگی۔ ایک سپاہی نے اتر کر اس پلازہ والے کو کہا کہ تم نے غلط کیا تو ساتھ والے پلازہ پر میں بھی رکا ہوا تھا تو اس عملے نے پولیس والوں کو گالیاں دینا شروع کیں، نتیجہ یہ نکلا کہ پولیس اور اس عملے کی لڑائی شروع ہوئی، اس عملے نے پولیس کے ہتھیار چھینے، اس عملے نے پولیس کی وردیاں پھاڑیں، اس عملے نے پولیس کی گاڑی اور صاحبزادہ فضل کریم کی گاڑی کو نقصان پہنچایا اور وہاں پر ٹریفک میلوں میل رُک گئی۔ ہمارے چھڑانے کے باوجود وہ عملہ نہیں سنبھالا گیا کیونکہ وہ 34 اور 35 آدمی تھے، یہ وقوعہ اکیلا نہیں ایسے ہزاروں وقوعے ہوتے ہیں جہاں پر عام آدمیوں کی پٹائی ہوتی ہے اور ان کو اٹھا کر اپنے دفتروں میں حبس بیجا میں رکھا جاتا ہے۔ ایک آدمی کو 36 گھنٹے حبس بیجا میں رکھا گیا، ایک اور چھابڑی والے کی پٹائی ہو رہی تھی اور اس کو کھینچ کر دفتر میں لے گئے اور ہماری ایم پی اے محترمہ انجم صفدر نے عوام کے کہنے پر اگلے دن اس کو جا کر چھڑایا۔ یہ میرے سامنے وقوعے ہوئے اور روز ہوتے ہیں جب تک اس کا serious notice نہیں لیا جائے گا ایسے واقعات ہوتے رہیں گے۔

صاحبزادہ فضل کریم صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں،ان کی مذہبی اور سیاسی خدمات جو ہیں اور خاص طور پر دہشت گردی کے خلاف ان کی جو خدمات ہیں اور وہ جو high security risk ہے اگر کل ان کو اس حادثہ کے اندر کچھ ہو جاتا تو آپ دیکھیں کہ کتنا نقصان ہوتا،ایک یہ نہیں جتنے بھی ایم پی ایز آتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہ بحث تکرار ہوتی ہے اور یہ وقوعے ہر روز ہو رہے ہیں، ان کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور فوراً کوئی نہ کوئی کارروائی کی جائے تاکہ پولیس والوں کے ساتھ زیادتی جو عوام نے دیکھی ہے تو کیسے writ of the government قائم ہو گی جب پولیس والوں کے ساتھ یہی کچھ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا نے جو دو واقعات سے متعلق بات کی ہے تو جس وقوعہ کا پہلے انہوں نے ذکر کیا جو کہ ہمارے محترم صاحبزادہ فضل کریم صاحب ایم این اے بھی ہیں ان کے ساتھ پیش آیا ہے تو اس وقوعہ سے متعلق میں اپنے محترم بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے متعلق جو بھی لوگ ذمہ دار پائے گئے جنہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے ان کے خلاف قانون کے مطابق بھرپور کارروائی کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہیں قانون کے مطابق اس جرم کی سزا دلوائی جائے گی اور جو انہوں نے دوسرا وقوعہ خوشاب سے متعلق کہا ہے ویسے تو انٹی کرپشن کا ڈیپارٹمنٹ علیحدہ ہے اور DPO کا کوئی جواز نہیں بنتا کہ وہ جائے اور وہاں پر جا کر investigation کرے لیکن اگر ایسا ہوا ہے اور اس نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے تو میں انشاءاللہ تعالیٰ ان دونوں واقعات سے متعلق رپورٹ حاصل کر کے کل ہی اس معزز ایوان میں پیش کروں گا اور اگر کوئی اہلکار بھی اس کا ذمہ دار پایا گیا تو اس کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: صرف اہلکار یا کوئی سینئر افسر بھی اگر ملوث پایا گیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! سینئر اور جونیئر سبھی اسی میں آجاتے ہیں اور میں on behalf of the Punjab Government اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے واقعات میں ملوث پائے جانے والے کوئی سینئر آفیسر ہو یا جونیئر آفیسر ہو کبھی بھی کسی کو معاف نہیں کیا گیا اور جو واقعہ بھی حکومت کے نوٹس میں آتا ہے اس کے خلاف بھرپور کارروائی کی جاتی ہے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں بحیثیت ورکر پاکستان پیپلز پارٹی یہاں آپ کے سامنے کچھ گزارشات کرنا چاہتی ہوں کہ جب میرے قائد صدر پاکستان، شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی جناب آصف علی زرداری پنجاب تشریف لائے تو وزیر اعلیٰ پنجاب اور قائد پاکستان مسلم لیگ (ن) نے اس وقت میرے قائد کا استقبال نہیں کیا۔ آج چونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس کے بعد پہلی مرتبہ اسمبلی تشریف لائے ہیں لہذا میں احتجاجاً ان کا استقبال نہیں کرتی اور علامتی واک آؤٹ کرتی ہوں کیونکہ میرے جذبات مجروح ہوئے ہیں لہذا جو میرے قائد کا استقبال نہیں کر سکتا میں اس کا استقبال نہیں کروں گی۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر ایوان سے علامتی واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: میری بہن آپ ایسے نہ کریں یہ آپ کی بات مناسب نہیں ہے اور ہر ایک کو پتا ہے کہ وہ تو ملک سے ویسے ہی باہر تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ ان کو لے کر آئیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے ہماری طرف سے بھی کامران مائیکل صاحب سے گزارش ہے کہ یہ بھی تشریف لے جائیں اور انہیں واپس ایوان میں لے آئیں۔ ہماری اس بہن نے جو اپنا احتجاج رجسٹرڈ کروایا ہے اس کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا کہ

وزیر اعلیٰ پنجاب 9 تاریخ کو اپنے غیر ملکی دورے پر گئے تھے جس کے متعلق پروگرام بہت پہلے بن چکا تھا۔

جناب سپیکر: یہ سب جانتے ہیں اور ہر ایک کو پتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس لئے کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ ان کا استقبال کرنا مقصود نہیں تھا۔ صدر پاکستان ہیں اور اس حیثیت میں پنجاب حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب ان کا احترام کرتے ہیں اور اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی واپسی پر اس بات کو واضح بھی کر دیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: انہوں نے تو Airport پر آتے ہی یہ بات کہہ دی تھی کہ وہ صدر پاکستان ہیں اور جب آئیں گے تو میں ان کا استقبال کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے معزز ممبران جو یہاں پر تشریف فرما ہیں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس معاملہ پر وہ قطعی طور پر کوئی بات نہ کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈار صاحبہ! میں نے پہلے آپ کو دو دفعہ پوائنٹ آف آرڈر دیا۔ اب میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ زمرد صاحبہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ واک آؤٹ
ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ! آپ بات کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہم قابل احترام چیف منسٹر کے ساتھ coalition میں بھی ہیں لیکن ایک ورکر کے جذبات تھے اور آج چیف منسٹر صاحب بتائیں گے کہ ان کی وجوہات سرکاری تھیں یا وہ کیسے گئے اور وہ کہتی ہیں کہ میں نے پیپلز پارٹی کے ورکر ہونے کے ناتے

سے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور میں بطور چیف منسٹر صاحب ان کا احترام کرتی ہوں اور میں واپس آگئی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

وزیر اعلیٰ کا خطاب

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے وقت عنایت فرمایا۔ سب سے پہلے میں اپنی معزز بہن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے جو اپنا point of view پیش کیا وہ ان کا حق ہے اور ہر لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ ان کے point of view کو انتہائی انہماک کے ساتھ سنیں۔ آپ نے بڑی مہربانی کی اور آپ نے ہاؤس کی یاد تازہ فرما دی لیکن کاش! میری بہن نے پاکستان ائرپورٹ واپسی پر میرا بیان سُنا ہوتا۔ جس میں، میں نے یہ کہا تھا کہ ہمارا ترکی کا پروگرام کئی مہینوں سے طے ہو چکا تھا، تاریخ طے ہو چکی تھی اور جب میں پاکستان سے 9 تاریخ کو پہلے قطر گیا اور پھر میں ترکی گیا تو اس وقت تک جناب صدر کا کوئی written پروگرام میرے پاس آیا اور نہ باضابطہ in writing اس کی کوئی اطلاع موصول ہوئی۔ صدر پاکستان کو بھی اور وزیر اعظم پاکستان کو بھی اس بات کا پوری طرح علم تھا۔ ترکی کی حکومت اور Foreign Office کے ذریعے تمام پروگرام کی تفصیلات طے کی گئیں اور انقرہ میں جو پاکستان کا سفارتخانہ ہے ان کی پوری مشاورت کے ساتھ یہ پروگرام طے ہوا اور 11۔ جنوری جو کہ ہمارے پروگرام کے آغاز کا دن تھا، وہ دن کم از کم ایک ماہ پہلے یہ سارا پروگرام طے ہو چکا تھا۔ میں اپنی بہن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قطعاً اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ صدر پاکستان جب لاہور تشریف لائیں تو پنجابی میں کہتے ہیں کہ "جی آیاں نوں"۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں ان کو خود receive کروں گا اور پھر آپ اس بات سے اندازہ کیجئے گا کہ جب ہمارا وفد پاکستان واپس لوٹا اور میرا آگے برطانیہ جانے کا پروگرام تھا تو میں نے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ جو ہمارے سینئر ایڈوائزر ہیں آج یہاں پر موجود نہیں ہیں وہ رحیم یار خان کے دورے پر گئے ہیں، میں نے ان کے ذمے یہ لگایا کہ جب President صاحب جائیں تو میں اگر پاکستان میں نہ ہوا تو آپ اور ہمارے باقی

وزراء ان کو وہاں پر see off کریں۔ میرے خیال میں اس وضاحت کے بعد جس کی شاید ضرورت تو نہیں تھی لیکن چونکہ میری بہن نے بڑے جذباتی انداز میں اپنا مؤقف پیش کیا تو مجھے اُمید ہے کہ اب ان کی confusion دور ہو چکی ہو گی اور اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ صدر پاکستان وفاق کی علامت ہوتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

صدر پاکستان آئین میں وفاق کی علامت ہیں اور کوئی بھی صدر ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومتوں کا، وزیر اعظم کا سب کا فرض ہے کہ وہ ان کے شایانِ شان ان کا استقبال کرے۔ پاکستان کی تریسٹھ سالہ تاریخ میں یہاں پر کئی صدر منتخب ہوئے۔ چار بازورِ بندوق آئے۔ وہ بندوق کے ذریعے اپنا احترام کروانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے تو جمہوریت کی تو خوبصورتی یہی ہے کہ اس جمہوریت کو آگے promote کیا جائے اور اس روایت کو آگے بڑھایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس وضاحت کے بعد اپنی اگلی بات آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ حالیہ ہفتوں میں پاکستان کی تاریخ کا ایک بہت بڑا واقعہ رُونما ہوا ہے جس نے ٹوٹے ہوئے دِلوں کو، میں ٹوٹے ہوئے دلوں کا لفظ استعمال نہیں کروں گا۔ خاصے دل برداشتہ دِلوں کو، بوجھل دِلوں کو جس نے جوڑا، اکٹھا کیا اور وہ آوازیں جو پاکستان سے باہر ہمارے دشمن یہ کہتے نہیں تھکتے تھے کہ پاکستان خدانخواستہ ایک failed state کی حیثیت اختیار کر رہا ہے۔ پاکستان خدانخواستہ آپس میں بھائی چارے، دوستی اور محبت کے ساتھ مل کر بیٹھنے کا سلیقہ اور قرینہ نہیں رکھتا، وہ آپس میں اپنے وسائل کو مل بیٹھ کر تقسیم کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتا، وہ روٹی کو مل بیٹھ کر کھانے کا سلیقہ وہ اپنی خوشیوں اور غم کو بانٹنے کا سلیقہ وہ آپس کے دُکھوں اور آپس کے گلے شکوؤں کو دور کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتا، این ایف سی ایوارڈ کے متفقہ اعلان نے ان تمام دشمنانِ پاکستان پر ایک زوردار طمانچہ دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے سامنے میرے بھائی اور بہنیں بیٹھی ہیں جن کا تعلق (ق) لیگ سے ہے اور ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ پانچ سال یا پھر سات، آٹھ سال ایک آمر آیا جس کا نام پرویز مشرف تھا اور اس نے کہا کہ میں سچی جمہوریت لے کر آیا ہوں اور میں ٹھوس جمہوریت لے کر آیا ہوں۔ ماضی میں تمام جمہوریت کے ادوار جعلی تھے اور میں نے جعلسازی کو ختم کر دیا اور میں اصلی جمہوریت پاکستان کے

اندر لے کر آیا ہوں اور اس کی سب سے بڑی نشانی دیکھئے کہ پارلیمنٹ نے پانچ سال مکمل کئے۔ اس کی سب سے بڑی مثال دیکھئے کہ میری سوٹی کے اشارے پر سب ناچتے تھے۔ اس کی سب سے بڑی مثال دیکھئے کہ میں نے پورے ملک کے اندر اپنا راج ڈنڈے کے زور پر قائم رکھا اور جمہوری قوتوں کو ذرا حوصلہ نہیں پڑا کہ میرے کسی فیصلے کے خلاف وہ آواز اٹھا سکیں، چاہے وہ عدلیہ ہو، وہ اس کے ہاتھوں تار تار ہوئی، عدلیہ کے دروازوں کو مقفل کیا گیا، ججوں کے کوٹ پھاڑے گئے، ان کو ایک سکھا شاہی کے آرڈر کے ذریعے گھروں کو بھجوایا گیا۔ چاہے وہ سترہویں ترمیم تھی، چاہے وہ لال مسجد کا ایک انتہائی دردناک واقعہ تھا اس آمر کے خلاف کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ آواز اٹھائے کہ آپ اس ملک کی قسمت کے ساتھ کیا کر رہے ہیں اور یہ وہی آمر تھا کہ بالآخر اس کے بنائے ہوئے جمہوری نظام نے دم توڑا اور دم توڑنے سے پہلے چونکہ چاروں صوبے خواہ اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں جس کو وہ دن رات کہتا تھکتا نہیں تھا کہ یہ اصلی جمہوریت ہے اور یہ اصلی جمہوری صوبائی حکومتیں ہیں اور وفاقی حکومت ہے وہ آپس میں نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ دے نہیں سکے۔ وہ آپس میں بیٹھے ہوں گے، انہوں نے کوشش بھی کی ہو گی میں اس سے اختلاف نہیں کرتا بالآخر اس آمر کے حوالے این ایف سی ایوارڈ کی قسمت اس کے ہاتھ میں دے دی کہ آپ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔ بتایئے کیا یہ جمہوریت کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ نہیں تھا کہ ایک آمر مشرف نے وردی میں اپنے آپ کو بزورِ شمشیر elect کروایا اس کے بارے میں یہ کہا گیا کہ ہم اس کو دس بار وردی میں کامیاب کروائیں گے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! اس حوالے سے این ایف سی ایوارڈ کا جو فیصلہ تھا اس کے ہاتھ میں تھما دیا گیا۔ یہ ہے وہ جمہوریت جس کی کوکھ سے آمریت نے جنم لیا اور اگر پاکستان کے سترہ کروڑ عوام، اگر پاکستان کی political parties ان کے ورکرز، کالے کوٹ والے، ڈاکٹرز، انجینئرز، خواتین، مرد، بوڑھے، جوان، کالج کے سٹوڈنٹس، سکولوں کے سٹوڈنٹس، مزدور اور کسان اگر شکر دوپہر عدلیہ کو بحال کرنے کے لئے نہ نکلتے، کوڑے نہ کھاتے، سر نہ پھٹواتے، جیلوں میں نہ جاتے اور میڈیا بہادری کے ساتھ اس جنگ میں شریک نہ ہوتا، مالی، نقصانات سے بالا تر

ہو کر political parties اور سول سوسائٹی اپنے اختلافات کو ایک طرف کر کے اس مارچ میں شریک نہ ہوتے تو آج خدانخواستہ پاکستان آمریت کے سائے میں چل رہا ہوتا، اس کی کیا قسمت ہوتی یہ تاریخ طے کرتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں سلام پیش کرتا ہوں تمام جمہوری قوتوں کو، میں سلام پیش کرتا ہوں تمام پولیٹیکل پارٹیز کی لیڈر شپ کو، میں سلام پیش کرتا ہوں کالے کوٹ والوں کو، میں سلام پیش کرتا ہوں میڈیا کو اور میں سلام پیش کرتا ہوں پاکستان کے سترہ کروڑ عوام کو کہ جنہوں نے جمہوریت کے اس پودے کو تناور کرنے کے لئے عدلیہ کو بحال کروایا اور پھر آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور معجزہ کیا کہ چاروں صوبوں کی قیادت پہلے پشاور میں اکٹھی ہوئی، پھر کوئٹہ میں اکٹھی ہوئی، پھر کراچی میں اکٹھی ہوئی، پھر ہمیں پنجاب کو میزبانی کا شرف بخشا گیا اور پھر ہم نے اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اور میں شکر گزار ہوں پیپلز پارٹی کی قیادت کا، میں شکر گزار ہوں مسلم لیگ کی قیادت کا، جنہوں نے مل کر اس میزبانی کے فرائض ادا کئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! تین دن، دن رات ہم نے بیٹھ کر این ایف سی ایوارڈ کے لئے مشکل ترین مراحل طے کئے اور میں اگلی بات کرنے سے پہلے اس معزز ایوان کی یاد دہانی کے لئے یہ کہوں گا کہ تریسٹھ سالہ تاریخ میں پنجاب سے کچھ غلطیاں بھی ہوئیں اس میں کوئی دو رائے نہیں۔ تریسٹھ سالہ تاریخ میں پنجاب سے بہت اچھے کام بھی ہوئے ہمیں آج تک یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ پنجاب نے ہمیشہ آمریت کو support کیا۔ ایوب خان پنجابی تھا، یحییٰ خان پنجابی تھا؟ دونوں کا تعلق صوبہ سرحد سے تھا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اور ضیاء الحق؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): میری گزارش سن لیجئے میری بہن۔ آپ فرمالیں میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میری بہن! آپ اپنا نکتہ بیان فرمالیں۔

جناب سپیکر! جنرل ضیاء الحق کا domicile بھی پشاور کا تھا۔ یہ میں آپ کو facts بتا رہا ہوں اور جنرل مشرف کا تعلق کراچی سے تھا۔ ایک بھی آمر جس کا تعلق خالصتاً پنجاب سے نہیں تھا اس کے باوجود بھی پنجاب کو گالی پڑی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کے باوجود ہمیں بڑے حوصلے کے ساتھ اور فراخدلی کے ساتھ اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ واقعی پنجاب نے کچھ غلطیاں کی ہوں گی لیکن بعض الزامات ہمارے کھاتے میں ڈال دیئے گئے جس کے بارے میں ہمارا کوئی قصور نہیں تھا لیکن اس بحث میں جائے بغیر میں نے صرف تذکرۃً اس کا ذکر کیا میں واپس اپنی بات کو لوٹا ہوں کہ چھوٹے صوبوں کو پنجاب سے گلہ تھا، چھوٹے صوبوں کو پنجاب سے رنجشیں تھیں کہ چونکہ وہ بڑا بھائی ہے اور اکثریت رکھنے والا صوبہ ہے لہذا ان کے حقوق چاہے مالی ہوں، سیاسی ہوں یا آئینی ہوں وہ ان کو نہیں ملے اور پنجاب اس میں حصہ دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی پنجاب نے چاہے اچھی بات بھی کی تو چھوٹے صوبوں نے دل کھول کر پنجاب کو داد نہیں دی بلکہ الٹا پنجاب کے اوپر انگلیاں اٹھائی گئیں۔ آپ تریسٹھ سالہ تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ جب بھی پنجاب کی طرف سے کوئی اچھا کام بھی ہوا، وفاق میں اگر وزیراعظم پنجابی تھا اور انہوں نے اگر اچھا کام بھی کیا اس کے باوجود بھی پنجاب کو دشنام طرازی کا سامنا کرنا پڑا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کی خدمت میں اور اس معزز ایوان کے ذریعے سے پورے پنجاب اور پاکستان کے عوام کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب پنجاب نے این ایف سی کے بارے میں میزبانی کے فرائض ادا کئے تو سچے دل کے ساتھ ہماری coalition government نے اپنا دل کھول کر سامنے رکھا اور کہا کہ پاکستان سے بڑھ کر ہمیں کوئی عزیز نہیں ہے اور بغیر ہچکچاہٹ کے ان سے کہا کہ ہم مانتے ہیں کہ چھوٹے صوبوں کے ساتھ مالی تقسیم کے حوالے سے زیادتیاں ہوئی ہیں اور خاص طور پر صوبہ بلوچستان جو جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے مگر آبادی کے لحاظ سے سب سے چھوٹا صوبہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ جب آبادی کوسوں میل دور پھیلی ہو اور راستے میں سنگلاخ پہاڑوں کے علاوہ کچھ نہ ہو تو ظاہر ہے کہ آپ کو اخراجات کے حوالے سے دقت ہو گی۔ آپ فیصل آباد کو لے لیں، لاہور کو لے لیں، کراچی کو لے لیں جہاں پر آبادی گنجان ہے تو وہاں پر اگر آپ 5 کروڑ روپے کا ایک کالج بناتے ہیں تو اس کالج میں پڑھنے کے لئے پوری آبادی یا پورے شہر کا ایک حصہ اس سے منسلک ہو جاتا ہے۔ بلوچستان میں جہاں پر کوسوں میل دور راستے میں ماسوائے

بیابان اور پتھر نما پہاڑ ہوں اور آبادی سینکڑوں میل دور ہو وہاں پر ظاہر ہے کہ وسائل کو زیادہ جھونکنا ہو گا تاکہ آپ ان کو اِسی برابری کے level پر لے آئیں جو کہ پاکستان کے دوسرے صوبے ہیں تو یہ ان کا بڑا جائز گلہ تھا لہٰذا اگر میں یہ کہوں کہ اس این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے اگر پنجاب نے قربانی دی ہے تو میں اس کو ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ یہ کوئی قربانی نہیں، یہ ایثار اور صادق جذبوں، محبت اور باہمی دلوں کو جوڑنے والا معاملہ ہے اور یہ پاکستان کی وحدت کو مضبوط کرنے کا معاملہ ہے۔ قومی یکجہتی، خدانخواستہ اس میں آنچ آ رہی تھی اس دھاڑ کو جوڑنے کا معاملہ ہے اور آپ نے دیکھا کہ ماضی کے حوالے سے جب کبھی پنجاب نے کوئی اچھا کام بھی کیا تھا تو چھوٹے صوبوں نے اس کو نہ مانا مگر اس این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے آپ نے دیکھا کہ بلوچستان کے دور افتادہ علاقوں سے گوادر سے، کوئٹہ سے، پشین سے ہر جگہ سے پنجاب کے حوالے سے ایک اچھی بات، اچھی آواز سننے میں ملی۔ آپ نے دیکھا کہ بلوچستان اور سرحد کی حکومت نے دل کھول کر پنجاب کے اس role کو بھرپور طور پر قبول کیا اور اس کی بھرپور طور پر ستائش کی میں اس کے لئے اس معزز ایوان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، میں اس کے لئے اپنی government coalition کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کے وزراء کو اور تمام ممبران کو اور پورے پنجاب کے نو کروڑ عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک تاریخی role ادا کیا ہے اور ناراض دلوں کو بھی جوڑا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مجھے بتایئے تو سہی کہ وہ کون سا دن تھا اور وہ کون سا مہینہ تھا اور وہ کون سا سال تھا جب چاروں منتخب وزراءاعلیٰ آمریت کی چھتری کے نیچے نہیں، ڈنڈے کے زور پر نہیں بلکہ عوامی تائید اور عوامی ووٹ کے ذریعے چاروں صوبوں کی قیادت منتخب ہو کر آئے اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر مینار پاکستان کے سائے تلے پاکستان کی قومی یکجہتی، اتحاد اور محبت کا اعلان کرے تو کیا یہ دشمنان پاکستان کے منہ پر ایک زناٹے دار طمانچہ نہیں ہے، کیا یہ پاکستان کی وحدت کی ایک بہت بڑی نشانی نہیں ہے، کیا یہ بلوچستان کے بلوچ اور پشتون عوام کی پاکستان کے ساتھ والہانہ محبت کی نشانی نہیں ہے، کیا یہ سندھ کے کراچی، حیدر آباد اور مہران کی وادیوں کے رہنے والے سندھیوں کی پاکستان سے محبت کی نشانی نہیں ہے، کیا یہ سرحد کے برف پوش پہاڑوں میں رہنے والے خوبصورت جوان اور بہنوں کی پاکستان

کے ساتھ والہانہ محبت اور پاکستان کی قومی یکجہتی کے ساتھ ان کے اعتماد کی نشانی نہیں ہے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر پاکستان کی اور کوئی خدمت ہو ہی نہیں سکتی کہ آپ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ کیوں کر ممکن ہوا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں وفاقی حکومت کی بہت اہم ترین contribution ہے، صدر پاکستان کی ہے، وزیر اعظم پاکستان کی ہے، وزیر خزانہ کی ہے۔ وفاقی محاصل میں سے جو تقسیم صوبوں کو جاتی ہے جسے ہم horizontal کہتے ہیں جب تک اس کا حصہ نہ بنایا جاتا تو جو روٹی صوبوں کو ملتی ہے صوبے آپس میں بیٹھ کر اسے محبت، باہمی اتفاق، خوش دلی اور اللہ کی رضا رکھتے ہوئے تقسیم نہ کر پاتے۔ جب وفاق نے صوبوں کا حصہ بڑھا دیا تو vertical تقسیم صوبوں نے خود کرنی ہوتی ہے لیکن وہ ڈنڈے والا 9 سال لینے کے باوجود بھی نہ کرا سکا۔ مگر ہم نے ڈنڈے کے بغیر محبت کے دلوں سے وہ کروالیا۔ اسے کہتے ہیں کہ:

جب اپنا قافلہ عزم و یقین سے نکلے گا
جہاں سے چاہیں گے رستہ وہیں سے نکلے گا
اے وطن کی مٹی مجھے ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے چشمہ یہیں سے نکلے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کہا گیا کہ پنجاب نے این ایف سی میں اپنا کیس پیش نہیں کیا تو پھر یہ الف لیلیٰ کی کہانی ہے یا پھر کسی مجنوں کی کہانی ہے ؟ اس سے بڑا اور کیا کیس بن سکتا ہے کہ این ایف سی نے پاکستان کے دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اس سے بڑا اور کیا کیس بن سکتا ہے کہ وہ لازوال رشتے جن میں تھوڑی سی تُرشی آگئی تھی وہ تُرشی ختم ہو چکی۔ اس سے بڑا اور کیا کیس بن سکتا ہے کہ پنجاب نے اپنا حقیر حصہ ڈالا ہے اور وہ قربانی دی ہے جسے میں قربانی نہیں کہتا بلکہ یہ ایثار اور محبتوں کی کہانی ہے، یہ اخوت اور صادق جذبوں کی کہانی ہے جو کہ پنجاب کے نو کروڑ عوام نے اپنے بلوچ بھائیوں

اور بہنوں اور سندھ کے بھائیوں اور بہنوں کے سامنے دل کھول کر رکھا ہے۔ اس کے بعد جو شخص کہے کہ پنجاب نے اپنا کیس پیش نہیں کیا میرے خیال میں اسے دوبارہ پرائمری سکول میں تعلیم حاصل کرنی چاہیئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بڑی عاجزی کے ساتھ اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ این ایف سی ایوارڈ پاکستان کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ این ایف سی ایوارڈ دکھی دلوں کو جوڑنے کا نام ہے۔ یہ این ایف سی ایوارڈ روکھی سوکھی مل بیٹھ کر بانٹنے کا نام ہے۔ یہ این ایف سی ایوارڈ مسائل زدہ عوام کے زخموں پر مرہم رکھنے کا نام ہے۔ یہ این ایف سی ایوارڈ پاکستان کو وہ مقام دلوانے کا نام ہے جس کے لئے دس سال آمریت ڈنڈا اچلاتی رہی لیکن پاکستان کو کمزور کیا یہ اس کمزوری کو دور کرنے کا نام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: نماز کا وقفہ کریں۔

جناب سپیکر: جنھوں نے نماز پڑھنی ہے وہ پڑھیں ہم انھیں کب روکتے ہیں؟ جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ظہر کی اذان کے بعد کم از کم دس منٹ کا وقفہ نماز کے لئے دینا چاہیئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز اراکین: جماعت بھی کروائیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): اگر آپ نے میری امامت میں نماز پڑھی تو پھر آپ کو دوبارہ نماز پڑھنے کی حاجت نہیں رہے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ اپنی بات جلدی ختم کروں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! ہمیں تو جلدی نہیں اگر آپ کو جلدی ہے تو علیحدہ بات ہے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شاہ صاحب! بڑی مہربانی۔بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: ہم تو کہتے ہیں کہ آپ ہفتے میں کم از کم ایک بار ضرور آیا کریں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): بہت مہربانی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: ان کا مطلب ہے کہ "بہت دیر کر دی مہرباں آتے آتے" (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شاہ صاحب! میرے بھائی ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ:

نہ رکوع کی مجھ کو خبر ہوئی نہ سجدہ مجھ سے ادا ہوا
مجھے اتنا مست بنا گئی تیری یاد آ کے نماز میں

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! شاہ صاحب میرے بھائی ہیں اور بڑے بزرگ ہیں۔میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں۔میں عرض کر رہا تھا کہ بلوچستان کے حوالے سے جنرل مشرف نے کہا تھا کہ یہ چند سرداروں کی شرارت ہے جبکہ بلوچ عوام میرے ساتھ ہیں اور میں بلوچ عوام کی وہ خدمت کروں گا کہ تاریخ اس کو سنہرے حروف میں یاد رکھے گی۔آپ نے دیکھا کہ جن چند سرداروں کی وہ بات کرتا تھا ان میں ایک سردار کا نام اکبر بگٹی تھا۔آپ جانتے ہیں کہ وہ وفاق کا حامی تھا، جو ایک زمانے میں پاکستان کا State Minister for Interior رہا۔جس نے بلوچستان کی پاکستان میں شمولیت کے وقت بلوچستان کے باقی تمام سرداروں اور پشتون قوم کے ساتھ پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔وہ وزیر اعلیٰ بلوچستان اور گورنر بلوچستان رہا۔اب ایسے شخص کو کہ جس کو آپ نے recognized کیا ہو اور انہوں نے منتخب ہو کر پاکستان کے اعلیٰ ترین عہدوں پر اپنے صوبے اور وفاق کی نمائندگی کی ہو، اگر ان کو آپ یہ کہیں کہ یہ traitor ہیں اور میں ان کا یہ حشر کروں گا کہ ان کو پتا بھی نہیں چلے گا کہ کہاں سے آ کر میزائل نے ان کو hit کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر ظلم اور زیادتی کی بات کیا ہو سکتی ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! اگر میری تلخ نوائی گوارا کی جائے تو میں یہ کہوں گا کہ آج بلوچ عوام کا مطالبہ مالی وسائل کا بھی ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ چاروں صوبوں کی ذہانت، باہمی مشاورت، جذبہ ایثار و قربانی کے ذریعے، وفاق کی مہربانی کے ذریعے، وزیر خزانہ اور وزیر اعظم کی فراخدلی کے ذریعے بلوچستان کے مالی وسائل اگلے سال یعنی جو نیا سال شروع ہو گا اس میں 43۔ ارب روپے سے بڑھ کر 83۔ ارب روپے ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں پنجاب نے خالص اپنے وسائل میں سے 11۔ ارب روپے کی حقیر contribution کی ہے اور اس کے بدلے میں ہم نے وفاق سے کچھ نہیں مانگا اسی لئے میں نے خالص کا لفظ استعمال کیا ہے، یعنی خالص گھی کی طرح ہم نے ان کی حقیر سی خدمت کی ہے۔ اس کے بدلے میں ہم نے direct or indirect کسی مالی معاوضے کا مطالبہ نہیں کیا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد اور ان کی حکومت، وزیر اعلیٰ سندھ اور صوبہ سندھ کی حکومت کی باکمال ذہانت اور مہربانیوں سے یہ رشتہ جڑا اور بلوچستان کے مالی وسائل میں 100 فیصدی اضافہ کر دیا گیا۔ آپ کو علم ہے کہ وفاقی حکومت نے بھی بلوچستان package کا اعلان کیا ہوا ہے۔ اس کے باوجود بلوچ عوام یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے حقوق ہیں۔ آپ اگر یہ کر رہے ہیں تو ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں، appreciate بھی کرتے ہیں لیکن آپ نے ہمارے ایک بزرگ سیاست دان کو مار دیا۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ مشرف پنجابی نہیں ہے، وہ کراچی کا رہنے والا ہے اور کراچی کے عوام ہمارے بھائی ہیں۔ جن لوگوں نے یہ زہریلا پراپیگنڈا کیا ہے اور پنجاب کے کھاتے میں ناکردہ گناہ بھی ڈالے ہیں میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ وگرنہ ہم یہاں on the floor of the House نہ تو parochial tense میں بات کرتے ہیں اور نہ ہی ہم languages کے حوالے سے یقین رکھتے ہیں۔ ہم ایک پاکستان، ایک خدا، ایک رسول اور ایک کتاب کے ماننے والے ہیں۔ چونکہ پنجاب کو گالی دی جاتی ہے اور کہا گیا کہ اس بلوچ سردار کو پنجابی نے مروا دیا۔ حالانکہ اس وقت پاکستان کا صدر ڈکٹیٹر مشرف تھا۔ اسے صدر پاکستان کہنا بھی صدر کے عہدے کی ہر لحاظ سے شدید توہین ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! باقی آمر بھی آئے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے ایک نے پاکستان کو توڑنے کا ایک ایسا جرم کیا ہے کہ اگر اس کو قبر میں بھی کوڑے لگائے جائیں تو پھر بھی یہ سزا کم ہوگی۔ میں سیاسی سوچ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ میں یہ عندیہ بالکل نہیں دے رہا کہ جا کر قبر کھود کر اس کو کوڑے لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! Oliver Cromwell کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ سترھویں صدی میں اس نے برطانیہ میں اقتدار پر قبضہ کیا اور پارلیمنٹ کو محبوس کیا۔ اس کے آدمی دارالعوام کے اندر گھس گئے اور سپیکر میز کے نیچے چھپ گیا تھا۔ یہ حقیقت ہے آپ تو ماشاءاللہ، الحمدللہ یہاں براجمان ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو تو ڈر ہو گا لیکن اللہ کا فضل ہے کہ مجھے کسی کا کوئی ڈر خوف نہیں ہے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): ماشاءاللہ، میں آپ کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہوں، مگر یہ اس ایوان کی مدد اور جمہوریت کی وجہ سے ہے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ Oliver Cromwell پارلیمنٹ کے اندر گھس گیا اور سپیکر میز کے نیچے چھپ گیا۔ ممبران میں سے کوئی باہر بھاگا اور کوئی شراب کے ڈرم میں گھس گیا۔ اس طرح اس نے ایوان اور اقتدار پر قبضہ کر لیا اور کئی سال تک اس نے برطانیہ میں اقتدار کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اس کے بعد جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا آیا، اس کے بیٹے کا اقتدار بہت جلدی ختم ہو گیا اور جب وہاں پر جمہوریت نے انگڑائی لی، جس طرح جمہوریت نے اس ملک کے اندر انگڑائی لی ہے اور پچھلے سال 16۔مارچ کو آزاد عدلیہ نے انگڑائی لی ہے، اسی طرح جب وہاں پر جمہوریت نے انگڑائی لی تو Oliver Cromwell کی لاش کو قبر سے نکال کر انہوں نے lamp post پر ٹانگا اور وہ برطانیہ کی تاریخ میں ایک مقام عبرت بن گیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "مشرف کو پھانسی دو"
کے نعرے لگائے گئے)

MR. SPEAKER: Order please. Order please.

خاموشی اختیار کریں، بات کرنے دیں۔ جی، وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! یحییٰ خان کا جو جرم ہے اسے یہ قوم رہتی دنیا تک معاف نہیں کر سکتی۔ جس نے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے جدا کر دیا۔ نشے کی حالت میں وہ کبھی کسی کو دھمکی لگاتا تھا، کبھی کسی کو دھمکاتا تھا اور پھر آپ نے دیکھا کہ کس طریقے سے پلٹن میدان میں جنرل نیازی نے ہتھیار ڈالے، کس طریقے سے قائد کے پاکستان کو دولخت کیا اور کس طریقے سے 90 ہزار ہمارے فوجی بھائی اور civilian officers نے وہاں پر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ہمیں آج اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ جمہوریت دوبارہ عوام کی دعاؤں اور ووٹوں سے واپس آ چکی ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ مسائل ہیں، مشکلات ہیں، مہنگائی اور terrorism کا معاملہ ہے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں لیکن کیا ایک حکومت، ایک نظام کو، جس کی عمر صرف پونے دو سال ہے صرف اس لئے پھانسی گھاٹ لگا دیا جائے کہ پونے دو سال میں مشکلات حل نہیں ہو سکیں۔

جناب! مشکلات کو حل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، پوری کوشش ہو رہی ہے اور ایک ایسا 10 سالہ نظام جس میں بھاشا ڈیم نہ بن سکا اور یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ ایک میگاواٹ کیا ایک کلوواٹ بجلی کا اضافہ نہ کیا جا سکا۔ (شیم، شیم)

آج یہی وجہ ہے کہ پاکستان زراعت، صنعت و حرفت، تعلیم اور علاج معالجے کے میدانوں میں اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ بھاشا ڈیم 6 سالہ مدت میں بن سکتا تھا اگر وہ بن گیا ہوتا تو آج پاکستان کی صنعت و حرفت اور زراعت کو یہ نقصان نہ پہنچتا۔ آج فیصل آباد، ملتان، کراچی، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ میں ہڑتالیں نہ ہوتیں۔ یہ تب ممکن تھا کہ وردی وردی کے ورد کو ایک طرف رکھا جاتا اور بھاشا ڈیم کا ورد کیا جاتا اور سرمایہ واپس لایا جاتا۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk. No cross talk.

دیکھیں پھر مناسب نہیں ہو گا۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں واپس اپنی بات پر آتا ہوں کیونکہ بات نکلی تو بہت دور تلک جائے گی۔ میں بلوچستان کے حوالے سے عرض کر رہا تھا کہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ سیاسی انصاف نہ ہوا اور جنرل مشرف کہتا تھا کہ اکبر بگٹی پاکستان کا دشمن ہے آج وہ بلوچ عوام کا ہیرو بن چکا ہے۔ میں بلوچ عوام، پختون عوام، بلوچستان کی حکومت اور اپنے بھائی نواب اسلم رئیسانی وزیر اعلیٰ

بلوچستان کا مشکور ہوں کہ وہ آج پاکستان کے بارے میں اچھی باتیں کر رہے ہیں اور علامہ اقبال کے مزار پر جا کر visitors' book میں بڑے اچھے کلمات لکھ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات مناسب نہیں ہے۔شکریہ، آپ بیٹھیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اکبر بگٹی اور اس کے ساتھیوں کی میں نے آپ کو background گزارش کر دی ہے، مشرف نے اکبر بگٹی کو پاکستان کا غدار قرار دیا اور آج بلوچ عوام اس کی روح کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جب تک ہمیں سیاسی انصاف نہیں ملے گا ہم پاکستان کے وسیع تر مفاد میں کلمہء خیر نہیں کہیں گے۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر مجھے بتایئے میں اس معزز ایوان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کا حق نہیں ہے کہ ان کو سیاسی انصاف ملے؟ یہ ہے وہ مرکزی نکتہ کہ جب تک ہم ان مشکل فیصلوں کو بڑے دل کے ساتھ قبول نہیں کریں گے پاکستان کی وحدت اور پاکستان کی قومی یک جہتی جو الحمدللہ این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے آگے بڑھی ہے اسے وہ استحکام اور مضبوطی نہیں ملے گی جب تک ہم ان چبھتے ہوئے کانٹوں کا علاج نہیں کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اب میں این ایف سی ایوارڈ سے آگے بڑھتا ہوں اور آگے بڑھنے سے پہلے میں اس معزز ایوان میں موجود تمام political parties اور ان کی leadership سے درد دل کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ہم سیاست ضرور کریں، ہم ایک دوسرے کے ساتھ scoring point ضرور کریں لیکن پاکستان کے ساتھ کوئی point scoring نہیں ہو سکتی، پاکستان کے ساتھ کوئی سیاست نہیں ہو سکتی۔ پاکستان کی مضبوطی اور خوشحالی کے علاوہ ہمارا کوئی کیس نہیں ہے پاکستان مضبوط ہو گا، پاکستان خوشحال ہو گا، پاکستان ترقی کرے گا تو پنجاب ترقی کرے گا، بلوچستان ترقی کرے گا، سرحد ترقی کرے گا، سندھ ترقی کرے گا اور آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ دشمنان پاکستان کے پیٹ میں درد ہے کہ وفاق اور چاروں صوبوں نے مل کر این ایف سی ایوارڈ receive کر کے بلوچستان کے اندر ان کے مذموم عزائم کو اللہ کے فضل و کرم سے ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا اور وہ دشمن پاکستان، پاکستان سے باہر بیٹھ کر جناح پور جیسی مذموم سکیموں کا اپنی آنکھوں میں خواب دیکھ رہے تھے اور آج ان کے تمام خواب چکنا چور ہو گئے ہیں لہذا میں آج اس نکتے کے اوپر conclude کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں یہ عرض

کروں گا کہ آپ این ایف سی ایوارڈ کے اوپر ضرور بات کریں لیکن سب سے پہلے پاکستان کے بارے میں سوچیں گے تو یقین کیجئے گا کہ آپ کے تمام سوالوں کا جواب شافی اور کافی مل جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج کی اس نشست میں آخری بات کرنے لگا ہوں اور اس کے بعد میں دوسرے موضوعات پر اپنی گزارشات کروں گا۔ ابھی ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے ہم نے سپریم کورٹ کے حکم کے تحت اور جسٹس کیانی کی رپورٹ کی روشنی میں یہاں کے illegal پلازوں کے خلاف کارروائی کی۔ میں موٹے موٹے figures آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تقریباً 1200 پلازے اس رپورٹ کی نظر میں آئے اور وہ رپورٹ پچھلی حکومت کے دور میں بنی شروع ہوئی۔ سپریم کورٹ نے جسٹس کیانی کو حکم دیا کہ آپ لاہور میں ان تمام پلازوں کا جائزہ لیں اور ایک رپورٹ پیش کریں۔ وہ رپورٹ پیش ہونے کے بعد اس حکومت نے اس کے اوپر کوئی کارروائی نہیں کی، میں آپ کو یہ facts عرض کر رہا ہوں۔ نہ جرمانہ کیا گیا جس کے بارے میں مجھے کئی قیمتی مشورے ملے کہ بیش بہا قیمتی رقوم وصول ہوں گی آپ جرمانہ کر دیں۔ پچھلی حکومت میں جرمانہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی اور کارروائی کی گئی، جب ہماری حکومت آئی تو مجھے مہینہ یاد نہیں 2008 میں جب میرے بھائی سردار دوست محمد کھوسہ چیف منسٹر تھے ہم نے اس کے اوپر فوراً ایکشن لینا چاہا اور جونہی ایکشن لینا چاہا اس وقت کی PCO Judiciary نے اس پر stay order دے دیا یعنی اپنے ہی سپریم کورٹ کے فیصلے پر PCO Judiciary نے stay order دے دیا اور پھر آگے اندھیری رات تھی، تاوقتیکہ یہاں پورے ملک میں آزاد عدلیہ کی شعائیں پھوٹیں اور 16۔مارچ کو عدلیہ دوبارہ اپنی جگہ واپس آ گئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پھر ہم وہ کیس لے کر سپریم کورٹ کے پاس گئے کہ آپ ہی کے برادر ججوں نے فیصلہ دیا تھا کہ ان پلازوں کے خلاف کارروائی کی جائے، اس دور میں تو کوئی کارروائی نہیں ہوئی، جرمانہ ہوا اور نہ ہی کوئی domination، اس کے بعد جب ہم نے ان پر کارروائی کرنی چاہی تو آپ کے ہی پی سی او زدہ ججوں نے اس پر stay order دے دیا، اب آپ حکم فرمائیں کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے اوپر انہوں نے واضح آرڈر دیا کہ جسٹس کیانی کی رپورٹ کے اوپر من و عن عمل کیا

جائے لہٰذا ہم نے اس پر فوراً بیٹھ کر غور وخوض کیا اور اس کو دو حصوں میں بانٹا، ایک low end plazas اور ایک high end plazas، میری مراد یہ ہے کہ ایک وہ جو مہنگے ترین علاقوں میں ہیں، جن کے اوپر کروڑوں اربوں روپے لگے ہوئے ہیں اور ایک انتہائی پسماندہ علاقوں میں ہیں جن پر ایک دو کروڑ یا 4 کروڑ روپے لگے ہوں گے تو اس کے اوپر ہم نے ان کی تقسیم کی اور میں نے ریٹائرڈ جسٹس عامر رضا کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی اور اس کے ذمہ یہ کیا کہ پسماندہ غریب علاقوں میں جو پلازے ہیں ان کو اگر ہم demolish کریں گے یا ان کے خلاف جو بھی اقدامات کریں گے تو وہاں پر جو پلازے اس وقت occupied اور وہ غریب غرباء جس نے اپنی ساری عمر کی جمع پونجی ایک لاکھ روپے وہاں پر لگا دیئے یا دو لاکھ روپے لگا دیئے اور دکان لے لی وہاں پر ہم نے تادیبی کارروائی کی یا demolish کیا تو ان بیچاروں کی تو عمر بھر کی پونجی لٹ جائے گی۔ جس طرح کسی راہزن کے ہاتھوں کسی حلال کمائی کمانے والے مسلمان پاکستانی کی کمائی لٹ جاتی ہے۔ میں نے ان کے ذمہ لگایا آپ ہمیں راستہ بتائیں کہ ہم کیا راستہ نکالیں کہ ان کو چھیڑنا بہت مشکل کام ہے۔It's a very very big challenge وہ کمیٹی میں نے ان کے حوالے کر دی۔ اس کی رپورٹ بن گئی ہے اور انشاء اللہ وہ اس وقت زیر غور ہے۔ دوسرا جو high end plazas ہیں اور وہ پوش علاقے جہاں پر اربوں روپے کی سرمایہ کاری ہوئی ہے وہاں پر بھی ہم نے وہ پلازے چنے جو occupied نہیں ہیں یا جہاں پر چند لوگ occupied ہیں وہ تقریباً خالی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنی بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ بہت قریب سے یہ بات سمجھ جائیں۔ میں اسلام آباد میں تھا کہ ''ایکسپریس'' اخبار کے اندر کے صفحے پر ایک اشتہار آیا کہ جناب چیف جسٹس آف پاکستان، جناب وزیر اعظم پاکستان، جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو اپیل کی تھی کہ میں ایک ٹرسٹ بنا رہا ہوں اور میرا ٹرسٹ گرایا جا رہا ہے جو کہ بڑا ظلم ہے۔ میں نے جب یہ پڑھا تو سچی بات ہے کہ میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ میں نے فوری طور پر اپنے ڈپٹی سیکرٹری کو کہا کہ اس کے متعلق فوراً پتا لگائیں۔ میں رات کو لاہور ائرپورٹ پہنچوں گا تو مجھے ائرپورٹ پر آ کر رپورٹ دیں۔ میں چودھری ظہیر الدین صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بہت اہم point ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ غور سے سنیں، دو منٹ آپ میری یہ بات سمجھ لیں گے۔ مجھے اسلام آباد سے واپسی پر رات کے 11 بج گئے۔ میں نے اپنے عملے کو کہا کہ اب نہ آئیں میں

صبح ملوں گا اور آپ سے بات کروں گا۔ مجھے اس آفیسر نے پیغام دیا کہ یہ بہت ضروری بات ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو ائرپورٹ پر ملنا ہے۔ وہ آ گئے، مجھے ملے اور کہا کہ یہ بہت جائز معاملہ ہے، وہ ٹرسٹ ہسپتال بنا رہا تھا اس کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ آپ کو انھیں فوراً ملنا چاہئے۔ صبح اتوار تھی میں نے کہا کہ آپ انھیں صبح گھر بلا لیں۔ میرے سیکرٹری وہاں پر موجود تھے، انھوں نے کہا کہ آپ کو تو نہیں ملنا چاہئے۔ آپ اگر اس میں خود involve ہو جائیں گے تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔ میں نے کہا کہ بھئی ایک شخص کی پونجی خدانخواستہ جا رہی ہے اور ہم سے کوئی زیادتی ہو رہی ہے یا کیانی کمیشن سے کوئی بھول چوک انجانے میں ہو گئی ہے تو میرا فرض ہے کہ اس کی شنوائی ہو اور اسے انصاف ملے۔ چنانچہ اگلے دن وہ میرے پاس گھر پر آ گئے۔ میرا سارا سٹاف موجود تھا اور ایک دو سیاستدان بھی وہاں پر موجود تھے وہ باریش آدمی تھے۔ میں نے بڑی تفصیل سے ان کی بات سنی۔ انھوں نے کہا کہ میں برطانیہ میں 50 سال سے رہتا ہوں۔ میں نے فیروزپور روڈ پر چلڈرن ہسپتال کے ساتھ زمین خریدی ہے، میں ہر تین مہینے کے بعد آتا ہوں۔ یہاں میرے کارندے ہیں جو سارا کام کر رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے بتائیے کہ ہم سے کیا غلطی ہو گئی ہے کہ آپ عمارت کو گرا رہے ہیں، ہم نے تو مشینری کا بھی آرڈر دے دیا ہے، عمارت بھی مکمل ہو گئی ہے، میرا 40 کروڑ روپیہ اس پر لگ گیا ہے، یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کیانی کمیشن کے سامنے پیش نہیں ہوئے تھے؟ انھوں نے کہا کہ ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ پیش ہوا تھا تو میں نے کہا کہ کیا ہوا؟ اس پر اس نے کہا کہ میں نے انھیں بتایا کہ میں ٹرسٹ ہسپتال بنا رہا ہوں۔ میرے یہاں پر کارندے ہیں ان کو پتا ہو گا کہ اجازت لی ہے یا نہیں لی ہے، یہاں کچی آبادی میں زمین لے لی خریدی اور کیا کیا اور کیا نہیں کیا۔ میں نے پھر کہا کہ کیانی کمیشن نے کیا کیا؟ اس پر اس نے کہا کہ کیانی کمیشن نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ہم آج بھی آپ کو یہ اجازت دیتے ہیں کہ آپ یہ ٹرسٹ بنا لیں تو میں نے کہا کہ پھر آپ نے ہاں کر دی۔ انھوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے اس باریش شخص سے کہا کہ بزرگوار کیوں؟ اس پر اس نے کہا کہ مجھے اس زمانے کے نظام پر، میں افراد کی بات نہیں کرتا، میں کسی بہن یا بھائی کی دل آزاری نہیں کرنا چاہتا اس لئے میں نظام کا استعمال کرتا ہوں کہ مجھے اس نظام پر اعتماد ہی نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ میں ان کے ہاتھ دے دیتا تو وہ اس کو لوٹ لیتے۔ میں نے کہا بزرگوار آپ تو ایک راستہ بتا رہے تھے اور کسی

کو کہتے تھے کہ ہمارا آدمی چیئرمین ہو گا تو میں نے کہا کہ اگر آپ کی حلال کمائی جس پر میں یقین کرتا ہوں اگر وہ لٹ رہی ہے تو آپ کہتے مائی باپ میری بڑی حلال کی کمائی ہے۔ آپ اچھا چیئرمین لگا دیں تو میں اللہ کے ہاں سرخرو ہو جاؤں گا کہ جس نیک کام کے لئے میں نے یہ کام کیا ہے وہ برباد تو نہیں ہو جائے گا۔ وہ کہنے لگے کہ میں نے ان پر trust نہیں کیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایوان کو خطاب کر رہا ہوں۔ I took with the pinch of salt کہ یہ کیا بات ہوئی کہ وہ کمیشن ان کو ایک راستہ دے رہا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ میں راستہ لینے کو تیار نہیں ہوں۔ وہ کہہ دیتے کہ میں فلاں کو چیئرمین بنواؤں گا، وہ کوئی راستہ بتا دیتے۔ میں نے کہا کہ بزرگوار یہ بات چھوڑ دیں۔ میں آپ سے آج وعدہ کرتا ہوں کیونکہ یہ فیصلہ سپریم کورٹ نے کرنا ہے میں آپ کا کیس سپریم کورٹ کے پاس لے جاتا ہوں۔ آپ مجھے لکھ کر دے دیں، میں آپ کی تحریر سپریم کورٹ کے پاس بھجوا دوں گا کہ آپ ٹرسٹ بنانا چاہتے ہیں، فیصلہ انھوں نے کرنا ہے، میں ایمانداری سے آپ کی مدد کروں گا۔ وہ سوچ میں پڑ گئے۔ انھوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ آدمی فوری طور پر کہتا ہے کہ میری تو پونجی جا رہی ہے۔ وہاں پر تو demolishing شروع ہو چکی تھی۔ میں نے ان سے بڑا پوچھنے کی کوشش کی تو انھوں نے کہا کہ میں آپ کو کل بتا دوں گا۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ کل بتا دیں، کل پوچھا تو انھوں نے جواب نہیں دیا۔ پرسوں پوچھا تو انھوں نے جواب نہیں دیا۔ پھر کہا کہ اس طرح کریں کہ پنجاب حکومت اس کو اپنی تحویل میں لے لے اور وہ خود اس کو چلا لے۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ پنجاب حکومت اسے لے لے اور خود سپریم کورٹ میں چلے جائیں کہ میری پراپرٹی پر قبضہ ہو گیا ہے اور پھر اس کو litigation میں ڈال دیں اور اللہ اللہ خیر سلا۔ میں نے کہا کہ اس گناہ میں ہم شریک نہیں ہوں گے۔ ہم اس کو بالکل takeover نہیں کریں گے۔ اگر یہ ٹرسٹ بناتے ہیں تو ٹھیک ہے وگرنہ ہم ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! قصہ کوتاہ کہ وہ زمین کچی آبادی کی تھی، اس کی title، transfer deed سب جعلی تھے اور محکمے نے ان کے کارندوں سے مل کر غبن کیا تھا۔ جب پتا چلایا کہ مشینری کہاں ہے تو کوئی مشینری نہیں آئی تھی۔ میں نے جب خود بلڈنگ دیکھی جس کو وہ 40 کروڑ روپے کا کہہ رہے تھے۔ آپ بہت کھینچ کر آسمان تک بھی اس کی قیمت لے جائیں تو وہ حد 5/4 یا 6 کروڑ روپے تک کی ہو گی۔

آپ مجھے اب بتائیں کہ جہاں کوئی مشینری آئی، وہ ٹرسٹ تھا اور نہ ہی وہ ہسپتال تھا وہ کچی آبادی کے مکینوں کی زمین تھی جو جعلسازی سے ہتھیائی گئی اور اس پر کاروبار کیا جا رہا تھا۔ جس کا کوئی title تھا، کوئی sanction تھی اور نہ ہی اس کے پیچھے کوئی اجازت تھی۔ مجھے بتائیے کہ میں اس کو پھر demolish نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے۔ ہم کوئی فرشتے نہیں ہیں، اگر غلطیاں نہ ہوں تو پھر ہم فرشتے کہلائیں اور ہمیں ایک دوسرے سے یہاں تکرار کی ضرورت پڑے، کوئی logic اور نہ ہی کوئی argument دینے کی ضرورت پڑے لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مدد اور پناہ مانگنی چاہئے۔ میں آپ کو یہ عرض کر رہا ہوں کہ 19 پلازے گرائے گئے جن پر politically بہت شور اٹھانے کی کوشش کی گئی کہ یہ دکاندار ہیں۔ آپ مجھے بتائیے کہ مہنگے ترین علاقوں میں جہاں پلازوں پر اربوں روپے لگے ہوئے ہیں وہاں جو دکاندار آئے گا اس نے 50 لاکھ یا کروڑ روپے کی دکان تو خریدی ہو گی لیکن ہم نے ان میں سے بھی وہ پلازے چنے جو تقریباً empty تھے۔ اس کے باوجود بھی میں نے اشتہار دلوایا کہ اگر کوئی دکاندار ہے تو ہمیں بتائے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے جو بھی genuine grievances ہیں ان کو adjust کریں گے اور مالکوں سے پیسا لے کر ان کو دلوائیں گے۔ میں نے یہ اشتہار دلوایا تھا اور درخواستیں منگوائیں۔ میں آج اس ایوان میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ ان 19 پلازوں میں سے صرف ایک درخواست آئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آگے بڑھتا ہوں کہ اگر ان پلازوں کو جرمانے کر دیئے جاتے جو کہ اربوں پتی ہیں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ جنھوں نے ماضی میں بھی اور آج بھی اگر وہ چاہیں تو وہ وزیر اعلیٰ کو خرید سکتے ہیں، وزراعظم کو خرید سکتے ہیں، صدر کو خرید سکتے ہیں اور جوڈیشری کو خرید سکتے ہیں۔ ان میں اتنی طاقت ہے کوئی اپنے آپ کو پیش نہ ہونے دے تو یہ اس کی اعلیٰ ظرفی ہے اور اس کا کریکٹر ہے لیکن ان میں اتنی سکت ہے۔ اگر 1200 پلازے ہیں تو تقریباً 700 ایل ڈی اے کے پاس اور تقریباً 400 سٹی گورنمنٹ کے پاس ہیں اور یہ پلازے آج نہیں بنے بلکہ ماضی کے ہیں۔ میں دشنام طرازی کے حوالے سے یہ بات نہیں کر رہا کیونکہ ممکن ہے کہ بعض 20/25 سال یا 5/10 سال پہلے کے بنے ہوئے ہوں۔ میں اُس بحث میں جائے بغیر صرف آپ کی خدمت میں اتنی گزارش کروں گا کہ اگر

1200 میں سے 19 پلازے across the board جو خالی ہیں میں ان پر partial یا ٹوٹل demolition کا یہ حق کیانی کمیشن کی recommendation کی روشنی میں نہ کرتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ قتل کر دیں، جرمانہ دے دیں اور آپ بالکل فارغ ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی غلط روایت پڑتی۔ ہاں! جو plazas low end میں ہیں جیسے اُردو بازار، چنگڑ محلہ، فین روڈ اور کا چھوپورہ میں چھوٹے پلازے ہیں وہ سارے occupied ہیں۔ وہ سارے غریب لوگوں کے ہیں اُن کے حوالے سے ہم نے جسٹس عامر رضا کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں اپنی آج کی ان معروضات کے آخری point پر آتا ہوں۔ میرے انتہائی فاضل رکن اسمبلی اور قابل لاء منسٹر اور پارٹی کے روح رواں رانا ثناء اللہ صاحب کے بارے میں بتایا گیا اور ٹیلی ویژن چینل پر بڑے دھوم دھام کے ساتھ ایک کاغذ لہرایا گیا کہ ماضی میں ان کا residential پلازہ تھا جو انہوں نے بغیر اجازت کے کمرشل کر دیا اور ساتھ وہاں پر کوئی تجاوزات بھی ہیں، اس کے بارے میں کاغذ کافی لہرایا گیا۔ ماضی قریب میں کئی اور بھی جعلی کاغذ لہرائے گئے جس کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہتا کیونکہ وہ کاغذ لہرائے گئے اور اُن کی ساری جعلسازی سامنے آ گئی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں نے اُس کا فوراً notice لیتے ہوئے ایک ٹیکنیکل کمیٹی بنائی اور وہ ٹیکنیکل کمیٹی کام کر رہی تھی جس نے اگلے ایک آدھ دن میں مجھے باقاعدہ رپورٹ دینی تھی۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب کے پلازے کی زمین میرے خیال میں چھ مرلے ہے جو اندرون شہر فین روڈ پر ہے اور وہ پورا علاقہ commercialized ہے۔ رانا صاحب نے کب یہ پلازہ بنایا اور کب نہیں بنایا تو یہ سارے facts سامنے آ جائیں گے۔ میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہمارے، آپ کے اور ہم سب کے پہلے معزز رکن ہیں پھر یہ coalition گورنمنٹ کے لاء منسٹر ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ رانا ثناء اللہ جیسے ساتھی ہمارے ساتھ اُس زمانے میں کھڑے رہے جنہوں نے اپنی پارٹی کی خاطر کوڑے کھائے ہیں، جنہوں نے ہر طرح کی سزا بھگتی لیکن آمریت کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ قانون کی حکمرانی رہے گی اور قانون سب کے لئے یکساں ہو گا اس میں کوئی دورائے نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا ہوا ہے تو ہم ان کے

اجازت نامے دیکھیں گے۔ اب اس ہاؤس نے پانچ رکنی کمیٹی بنا دی ہے جو میں نے کل اخبار میں پڑھا ہے۔ وہ ٹیکنیکل کمیٹی جو میں نے بنائی تھی اُس کی رپورٹ آنے والی تھی اور اُس کی روشنی میں ہم مشاورت کے ساتھ جو بھی قانونی کارروائی بنتی کرتے لیکن اب آپ کے فیصلے کی مرہون منت ایک کمیٹی بن چکی ہے جو پانچ رکنی ہے۔ چونکہ معزز ایوان کا فیصلہ ہے اس لئے میں اِس کو من و عن تسلیم کرتا ہوں اور اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں وہ ٹیکنیکل کمیٹی اس ہاؤس کی کمیٹی کی سپردداری میں دیتا ہوں۔ ہاؤس کی کمیٹی کا جو فیصلہ ہو گا میں اس کو انشاء اللہ تعالیٰ قبول کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سید ناظم شاہ صاحب میرے بڑے بھائی ہیں، 20 سال سے میری ان سے رقابت بھی ہے اور ان کے ساتھ میرا بڑی محبت کا رشتہ ہے۔ پورے ایوان کے بزرگ بھائی اور بہنوں کی میرے دل میں بے پناہ قدر ہے۔ میں نے ہاؤس کا بہت وقت لیا ہے، موضوع اور بھی تھے جن کے اوپر میں نے روشنی ڈالنی تھی۔ میں آج اس بات کا بھی وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہاؤس میں پھر آؤں گا اور آپ کی شاندار تجاویز انشاء اللہ ضرور سنوں گا۔ میں نے پچھلے کوئی 40/45 منٹ سمع خراشی کی ہے تو آپ سے اجازت لینے سے پہلے میں ان اشعار پر اپنی بات ختم کروں گا کہ:

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں اُلجھ کر زندگی کرنے کی خُو کر لے
نہیں ہے شانِ خودداری، چمن سے توڑ کر تجھ کو
کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیب گُلو کر لے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک نوشیر لنگڑیال صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کھڑے ہوئے ہیں انہیں آپ کو پہلے ٹائم دینا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پہلے قائد حزب اختلاف صاحب کو بولنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، اچھا۔ I am sorry because I could not see. جی، قائد حزب اختلاف صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ہمیں دیکھ تو لیجئے۔

جناب سپیکر: صبح سے آپ کو ہی دیکھ رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے ہماری ایک ساتھی نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اُس کے بدلے میں میاں محمد شہباز شریف نے اظہار خیال کیا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے floor قائد حزب اختلاف کو دے دیا ہے۔ چودھری صاحب! دیکھ لیں نماز کا بھی ٹائم ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں 15 منٹ کا وقفہ لے لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر ہاؤس کو in order کر لیا جائے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہاں پر تشریف آوری اور اُن کے یہاں تشریف رکھنے پر موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنی چند معروضات پیش کرنا چاہوں گا۔ میں اپنے معزز ساتھیوں سے کہوں گا کہ وہ اپنے ٹرانسفر اور دوسرے مسائل کے بارے میں اُن سے بعد میں بات کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہاؤس in order کروائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، kindly آپ ہاؤس کو in order کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں، please ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب کی بات سنی جائے۔

MR. SPEAKER: Order please, Order Please, Order in the House

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہاؤس میں etiquettes ہونے چاہئیں اور کیا ایسا طریقہ adopt کرنا چاہیئے جس طرح ممبران ابھی کر رہے ہیں؟

MR. SPEAKER: Order in the House.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! pleaseہاؤس in order کروائیں۔

جناب سپیکر: آپ بول لیں یا پھر مجھے بولنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اگر ہاؤس in order نہیں ہو گا تو اپوزیشن لیڈر کی بات کیسے سنی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، میں ہاؤس in order کرا رہا ہوں۔ منڈا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے ہاؤس کو in order کیا جس کے لئے بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! دیکھیں، تمام ممبران اُدھر جا رہے ہیں۔ ہاؤس ابھی بھی in order نہیں ہوا۔ یہ غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں کروا رہا ہوں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ اپوزیشن لیڈر بات کر رہے ہیں تمام ممبران سنیں۔ No cross talk please۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے چند کلمات کہنے کی اجازت دی۔ مجھے بات کرنے کا اُس وقت موقع مل رہا ہے جبکہ منتخب وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ چونکہ ان کا شعروں کا ذوق بہت اچھا ہے اسی لئے میں اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

آتش بر آں ہے ہر کوئی سرکار دیکھنا
الاؤ دے اٹھے نہ طرہ طرار دیکھنا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج ڈیڑھ سال کے بعد جب وزیر اعلیٰ یہاں تشریف لائے تو ظاہر ہے کہ اُن کی اپنی پارٹی اور اُن کے ساتھ coalition پارٹی جو کبھی coalition ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی تو انہیں ان کے آنے پر خوشی تھی لیکن ہمیں بھی اس بات کی خوشی تھی کہ آج اگر وہ تشریف لائے ہیں

تو سب سے پہلے وہ عوامی مسائل پر اپنی ترجیحات کے مطابق بات کریں گے۔ حالانکہ پچھلے ڈیڑھ سال کے اندر چینی کی لائنوں پر جو کچھ بیت گیا اُس کی کچھ وجوہات تھیں اور اُن وجوہات کو بھی ہم سیاسی تناظر میں دیکھتے۔ اُس کے ساتھ ساتھ دوسری باتیں یہ ہیں کہ مال روڈ ایک کاروباری سڑک ہے لیکن وہاں پر ہڑتال کے لئے ہر وقت کلرکوں کا قبضہ رہتا ہے، ڈاکٹر ریلی میں رہتے ہیں، انجینئرز ریلی میں رہتے ہیں، مزدور ریلی میں رہتے ہیں، پیرا میڈکس اور سب لوگ ریلی میں رہتے ہیں جس کا ہم سمجھتے تھے کہ وزیر اعلیٰ صاحب آج اس کی وجوہات بتائیں گے۔ یقیناً وہ اس کے لئے کچھ کر بھی رہے ہوں گے اس بارے میں بھی کچھ ارشاد فرماتے لیکن انہوں نے صرف دو تین چیزوں پر focus کیا ہے۔ میرے خیال میں چونکہ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ باقی معاملات پر آئندہ ارشاد فرمائیں گے اس پر میں کوئی منفی بات نہیں کرتا کیونکہ یہ ہماری سیاسی ٹریننگ اور ہمارے مزاج کے خلاف ہے کہ ہم زیادہ منفی بات کریں لیکن میں یہ بات شروع سے جہاں سے انہوں نے شروع کی میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر جو تین بڑے الیکشن ہوئے ہیں وہ تینوں آمروں نے کروائے ہیں۔ وہ الیکشن جو تین آمروں نے کروائے ہیں تو جب اس الیکشن میں حصہ لیتے ہیں تو وہ political لوگ ہوتے ہیں اور مختلف پارٹیوں کے لوگ ہوتے ہیں ان میں سے کچھ پارٹیاں جیت جاتی ہیں اور کچھ ہار جاتی ہیں۔ جیتنے والی rule کرتی ہیں اور ہارنے والی اپوزیشن کرتی ہیں جیسے کہ ایک آمر کے دوسرے الیکشن کرانے کے بعد ہم ہار گئے اور آپ جیت گئے۔ ہم اپوزیشن کر رہے ہیں۔ پہلے ہم جیت گئے تھے آپ ہار گئے تھے اور یہاں پر رانا ثناء اللہ صاحب بڑے اچھے طریقے سے اپوزیشن کرتے رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس ایوان نے بھی بڑے عجیب دن دیکھے ہیں کہ یہاں پر اس ایوان میں آنے سے ایک ایسا وزیر اعلیٰ جو منتخب ہو کر آیا لیکن سب سے پہلا وزیر خزانہ جو کہ ایک آمر کا نامزد وزیر خزانہ تھا وہ بعد میں جب یہ چیز اس کے حصے میں آگئی کہ ایک آمر کی نامزدگی جب فنانس منسٹر کی ہونی تھی لیکن عوام نے پھر بھی اس پر اعتماد کا اظہار کیا اور وہ چیف منسٹر ہو گئے اور منتخب چیف منسٹر کے طور پر 1985 میں یہاں پر آئے لیکن ایک دوسری غلطی یہاں پر ہو گئی کہ اسی آمر کو پھر یہاں پر جہاں آپ تشریف فرما ہیں یہاں پر آکر بیٹھنے کی اجازت دی گئی اور یہاں سے اس نے آکر خطاب بھی کیا۔ (شمیم، شمیم)

یہ المیے ہیں اور ان المیوں سے جس طرح کہ مسلم لیگ(ن) کی second line قیادت کے اکثر لوگ ٹی وی پر آکر معافی مانگ چکے ہیں اسی طرح اپنی غلطیاں جو کہ کسی پریشر میں یا کسی رو میں یا کسی کلچر کے ذریعے سے ہوتی ہیں اور ان سے معافی مانگ لی جاتی ہے تو قوم ان سے پیچھا چھڑوا لیتی ہے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس وقت کہ موقع جا رہا ہے۔ ایک بات کی گئی کہ این ایف سی ایوارڈ واقعی یہ ایک قابل ستائش بات ہے کہ بہت دیر کے بعد این ایف سی ایوارڈ ہوا ہے۔ جو بات کرنے والی ہے میں بالکل کہوں گا خواہ وہ politically میرے خلاف چند ایک الفاظ لکھے بھی جائیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی وجوہات تھیں کہ پچھلے دور میں جب دو دفعہ این ایف سی ایوارڈ کے لئے لوگ اکٹھے ہوئے، چونکہ اس پر کچھ کٹ لگانا چاہتے تھے اور پنجاب کی اس وقت کی قیادت نے یہ قبول نہیں کیا اور کہا کہ این ایف سی ایوارڈ آتا ہے آئے، نہیں آتا نہ آئے لیکن پنجاب کے عوام کے حقوق پر کچھ surrender کرنے کے لئے black and white میں ہم کچھ نہیں دیں گے اور انہوں نے کچھ نہیں دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں بالکل وزیر اعلیٰ کے ان الفاظ سے اتفاق کرتا ہوں کہ پنجاب ایک بڑے بھائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ وسائل سے مالامال ہے اور وسائل کو مسائل کے ساتھ couple کرنے کے لئے چیلنج ہمارے سامنے ہے۔ ہم سب کچھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ آج سے چار سال پہلے ایک دفعہ پانی بھی دیا گیا تھا اور بتا کر دیا گیا تھا لیکن اس کو black and white میں نہیں لایا گیا تھا۔ اب بھی دیں، جو مرضی کریں ہم اب بھی دینے کے لئے تیار ہیں، ہم اپنے puts and privileges لیکن کچھ ایسی چیزیں ہیں جو black and white میں نہیں لکھی جانی چاہئیں تھیں جس سے کہ below poverty line رہنے والے چار کروڑ سے زیادہ پنجاب کے عوام غربت کی لکیر سے نیچے ہیں۔ اب وہ لکیر اوپر کو جائے گی یہ اس این ایف سی ایوارڈ کے بعد نیچے کو نہیں آئے گی۔ ہمیں اس بات پر خوشی ہے کہ دوسرے بھائیوں نے اگر اس وقت کے این ایف سی ایوارڈ کو appreciate کرتے ہوئے پنجاب کو مطعون کرنا کم کر دیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ پنجابی وہ ہے جس نے مادھو پور ہیڈ بنانے سے لے کر آسٹریلیا آباد کرنے تک، پورے افریقہ کی ریلوے لائن بچھانے تک اور انڈیا کا wild belt آباد کرنے تک ہے لیکن واقعی ہمیشہ گالی پنجابی کو دی

جاتی

ہے لیکن پنجابی کا سینہ واقعی اتنا بڑا ہے کہ وہ گالیاں کھا کے بھی اوزاں نہیں ہوتے پھر بھی وہ کام کرتے ہیں۔ مملکت کے لئے کام کرتے ہیں اور سارے صوبے کے علاوہ پاکستان کے لئے کام کرتے ہیں۔ این ایف سی ایوارڈ پر دستخط کرتے ہوئے اگر ایک بات کر لی جاتی اور وہ چاہے نہ مانی جاتی اور ریکارڈ پر آ جاتی، پریس میں آ جاتی کہ ہمارے بھائیوں! ہم لوگ آپ کے لئے دستخط کرنے لگے ہیں، ہم اپنا انگوٹھا کاٹ کر آپ کو دے رہے ہیں کہ آپ اس کے اوپر لگا لیں۔ ایک چھوٹا سا پراجیکٹ ہے جو کہ پنجاب کے premises کے اندر بن رہا ہے لیکن وہ پراجیکٹ پورے پاکستان کا ہے کہ وہ پراجیکٹ کالا باغ ڈیم ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ کالا باغ ڈیم کے اوپر بات کر لیتے، نہ مانتا، کوئی نہ مانتا پھر بھی آپ اس پر دستخط کر دیتے لیکن آج ہماری زبان سے یہ بات نکلتی اور وہ ٹھنڈے سینے سے بات نکلتی کہ ہماری بات کی گئی ہے اور ہمارا مقدمہ لڑا گیا ہے۔ صوبہ سرحد نے وہاں پر کہا کہ ہمارا 10۔ ارب روپیہ جب تک میز پر نہیں آئے گا ہم اس میں نہیں آئیں گے۔ انہوں نے 10۔ ارب روپیہ بجلی کی رائلٹی کے حوالے سے لینا تھا۔ وہ گیا، اخباروں میں آیا، ٹی وی پر آیا کہ ہمیں چیک وصول ہو گیا ہے اور cash ہو گیا ہے اس لئے ہم آ رہے ہیں۔ ہمارا بھی غازی بروتھا کا کچھ حصہ تھا اور وہ 24۔ ارب روپیہ تھا اگر ہم اتنا کہہ لیتے کہ بھائی! آپ ہمیں ٹائم فریم دے دیں، ٹائم فریم کے اندر کر لیں اور اس وقت کچھ ہمیں مل جاتا تو ہمارے مسائل اتنے کم ہوتے کہ ہمارا اوورڈرافٹ loan میں convert نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرم ہوتا ہے کہ مجھے آج بھی ہاری ہوئی جماعت میں ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کرسی میسر کی کہ میں آپ کے سامنے کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوں۔

مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا

ابھی وزیر قانون صاحب آپ سے کچھ فرما رہے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: ہاؤس میں چلا رہا ہوں یا آپ چلا رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے over draft کے بارے میں کچھ باتیں آ رہی تھیں اس بارے میں بھی کچھ ارشاد فرما دیتے کہ ہمارے over draft بڑھ گئے ہیں۔ ہمارا صوبہ surplus صوبہ ہے اور اب بھی surplus ہے۔ یہ وسائل سے مالا مال ہے۔ آج آپ اتنی دیر کے بعد تشریف لائے ہیں، جتنے issues آئے ہوئے تھے اگر ان issues پر بات آتی تو سارا House سنتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وہ آتے رہیں گے اور آپ کو بتاتے رہیں گے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ اصل میں انہوں نے کسی جگہ پہنچنا ہے اس لئے آپ short کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے آپ سے بھی عرض کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے داتا دربار پہنچنا ہے۔ آپ نے کسی جگہ کا کہا ہے تو کسی جگہ سے انہیں کافی الجھن ہوئی ہے اس لئے میں نے کہا کہ آپ ان کو بتا دیں۔

معزز ممبران: وہاں پر تو بعد میں بھی جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہاں پر لوگ اکٹھے ہوئے ہیں اور چادر چڑھانی ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): چلیں، جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ابھی عرض کرتا ہوں۔ یہ چونکہ tradition رہی ہے اس کے بعد ادھر سے بھی باتیں ہوتی ہیں اور ہماری طرف سے بھی باتیں ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آتے رہیں گے۔ آپ باتیں کرتے رہنا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر کچھ معزز ممبران اپنی نشستوں سے اٹھ کر
جناب وزیر اعلیٰ کے پاس بات چیت کرنے کے لئے گئے)

(قطع کلامیاں)

معزز ممبران قائد حزب اختلاف: یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی ادھر آنا چاہتے ہیں تو آجائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میرے خیال میں میرے بھائیوں کو بعد میں وقت نہیں ملتا اس لئے وہ وہاں جا کر مل رہے ہیں اور آج انہوں نے غنیمت جانا ہے کہ وزیر اعلیٰ سے آج ہی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! رانا منور غوث صاحب! (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے سفارش کرتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب ان کو بعد میں وقت دے دیجئے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہاں پر بلوچستان کی بات کی گئی۔ یہ واقعی بلوچستان ہمارا، جیسے کشمیر کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ وہ ہماری شہ رگ ہے بالکل اسی طرح بلوچستان کے ساتھ بھی ہماری سانسیں بندھی ہوئی ہیں اور بلوچستان کے ایک ایک بلوچ کے ساتھ ہمارا دل دھڑکتا ہے۔ یہ پنجاب کو ہی شرف حاصل ہے کہ بلوچستان کی آبادی سے زیادہ بلوچ پنجاب میں بستے ہیں اور بمالک بستے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ کے پاس ڈاکٹر خالد بلوچ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بھی بلوچ ہیں۔ میں اپنی constituency کی بات کرتا ہوں کہ میری constituency میں میرے گاؤں کے ساتھ والے گاؤں تین ہیں اور تینوں کے تینوں بلوچوں کے ہیں۔ ہم ان کے پانی کی رکھوالی کرتے ہیں، ہم ان کی فصلوں کی رکھوالی

فش کرتے ہیں، ہم ان کو رسہ گیری سے بچانے کے لئے ان کے ڈھور ڈنگر کی رکھوالی کرتے ہیں۔ آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے میری استدعا ہے کہ جب اگلی دفعہ بلوچستان میں جائیں تو یہ بات ضرور کریں کہ وہاں پر حجام ، بڑھئی ، لوہار چھوٹے چھوٹے پنجابی جو چالیس چالیس ، پچاس پچاس،، سو سو سال سے ہیں ان کی target killing کو بند کیا جائے، یہ ضرور بات کریں پنجابیوں کی۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہاں جنہیں ہاتھ باندھ کر گولیاں ماری جارہی ہیں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کی مشرف کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہیں تھی۔ اگر پھانسی دینی ہے تو تمام آمروں کو پھانسی دے دیں لیکن جب وہ بلوچستان کی سرحد پر جائیں اور کوئی ہسپتال ہو تو انہیں بتائیں کہ جن پنجابیوں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے ان سے target killing کی بات کیجئے گا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب چونکہ جانا چاہتے ہیں اور آپ خود بھی ارشاد فرمارہے ہیں تو میں اپنی معروضات ان حقوق کے ساتھ یہیں پر بند کرتا ہوں کہ میں باقی باتیں آپ کی موجودگی میں کسی وقت کرنا چاہوں گا۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ اگر بلوچستان کے بلوچوں کا حق صرف پنجاب میں بیٹھ کر دیکھا جارہا ہے تو خدا کے لئے یہاں کے بلوچوں اور جنوبی پنجاب کے عوام کی بھی آواز سنیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو بلوچستان کے بلوچوں کے لئے یہاں پر بیٹھ کر درد ہو رہا ہے تو خدا کے لئے پہلے نظر جھکا کر یہاں بھی دیکھ لیں کہ جنوبی پنجاب میں بھی بلوچ بس رہے ہیں جن کے لئے پچھلے سال 09-2008 میں 3۔ ارب روپے کا اعلان کیا

گیا تھا اور ایک روپیہ بھی نہیں آیا۔ میں میڈیا والوں سے بھی اپیل کروں گا کہ جنہیں جھوٹے وعدے کرنے کا شوق ہے، خدا کے لئے کامران صاحب، حامد میر صاحب اور شاہد مسعود صاحب یہاں پر آکر دیکھیں کہ یہاں پر بھی جھوٹے وعدے کئے جا رہے ہیں اور وہ بھی ایک آدمی سے نہیں بلکہ ساڑھے تین کروڑ عوام سے جھوٹے وعدے کئے جا رہے ہیں کہ آپ کو پیسے ملیں گے۔ اگلے سال پھر بجٹ میں اعلان کیا جاتا ہے کہ 5۔ ارب روپے آئیں گے، کہاں ہیں وہ 5۔ ارب روپے؟ ایک روپیہ بھی نہیں آیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو اکبر بگٹی کے قتل کا درد ہو رہا ہے، اگر مار کے ہی پیسے ملنے ہیں تو آئیں میری جان لے لیں۔ اپنے علاقے کے لئے میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب چلے گئے ہیں تو مہربانی کر کے انہیں سب مل کر یہ بھی عرض کریں کہ ایوان میں آئیں اور اپنے ممبران کی باتیں اور ان کے مسائل سنیں۔ ہم یہاں پر ووٹ لے کر آئے ہیں، ایسے ہی منہ اٹھا کے ہمیں کسی نے نہیں آنا دیا۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ آپ انہیں کہیں کہ ایوان میں آیا کریں اور اپوزیشن اور اپنے coalition partner کی آواز بھی سنیں۔ بہت شکریہ

محترمہ شمسہ گوہر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمسہ گوہر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بہت اہم issue پر دلانا چاہتی ہوں اور اس پر آپ کی ruling بھی چاہوں گی کہ کیا کسی بھی علاقے کا کوئی SHO اپنا personal torture cell بنا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر سیالکوٹ کے حاجی پورہ کے SHO کا ریکارڈ منگوایا جائے۔ میں اس ایوان میں اس لئے یہ بات کر رہی ہوں کہ میں نے متعدد بار ڈی پی او سیالکوٹ سے کہا کہ میرے گھر کے سامنے منشیات فروشی ہو رہی ہے اور لوگ وہاں پر ڈرگ بھی لیتے ہیں تو ڈی پی او صاحب نے مجھے کہا کہ انشاء اللہ میں اس کا action لیتا ہوں اور اس مسئلے کو حل کرواؤں گا لیکن آج تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ وہاں پر تمام چیزیں اسی طرح جاری و ساری ہیں اور وہاں کے لوگ اس قدر تنگ ہیں کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔

جناب سپیکر! وہی SHO عدالت میں admit کر چکا ہے کہ میں نے جعلی پولیس مقابلوں میں کئی بندے مارے ہیں اور He admitted in records تو کیا ایسے بندے کو SHO لگایا جا سکتا ہے؟ دوسرا اس SHO کا حاجی پورہ میں تعیناتی کا تمام ریکارڈ منگوایا جائے کہ اس دوران kidnapping کے کتنے مقدمے درج کئے ہیں اور آیا کئی مقدمے ایک عورت کے کہنے پر درج کئے گئے ہیں اور اگر ایسا ہے تو میں آپ سے request کروں گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میرا خیال ہے کہ ماشاءاللہ آپ خود lawyer ہیں تو اس کے اوپر باقاعدہ ایک طریقہ کو اختیار کریں اور باضابطہ لائیں تو ہم اسے out of turn لے لیں گے۔ چونکہ سردار دوست محمد کھوسہ صاحب بڑے relaxing موڈ میں بیٹھے ہیں اس لئے اب اجلاس جمعرات مورخہ 4۔ فروری 2010 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔